اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

آدابِ تلاوت

مع

طریقۂ حفظِ قرآن و حفظِ قراآت

تالیف

مجدد القراآت مقریٔ وقت قدوۃ المجودین شیخ القراء حضرت مولانا الحاج

قاری رحیم بخش پانی پتی قدس سرہٗ

سابق صدر شعبۂ تجوید و قراآت
جامعہ خیر المدارس ملتان

حاشیہ و ضمیمہ

جناب مولانا قاری عبید اللہ رحیمی زید مجدہٗ پانی پتی

خلف الرشید و جانشین شیخ القراء حضرۃ مولانا قاری رحیم بخش قدس سرہٗ

استاذ التجوید والقراآت جامعہ خیر المدارس ملتان (پاکستان)

ملنے کا پتہ

(درجۂ قراآت)

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات

مسجد سراجاں ـ حسین آگاہی ـ ملتان (پاکستان)

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

آدابِ تلاوت

مع

طریقۂ حفظِ قرآن و حفظِ قراءت

تالیف

مجددُ القراءات مقریٔ وقت قدوۃ المجودین شیخ القراء حضرت مولانا الحاج

قاری رحیم بخش پانی پتی قدس سرہٗ سابق صدر شعبۂ تجوید و قراءت جامعہ خیر المدارس ملتان

حاشیہ و ضمیمہ

جناب مولانا **قاری عبیداللہ رحیمی** زید مجدہٗ پانی پتی

خلف الرشید و جانشین شیخ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش قدس سرہٗ

استاذ التجوید و القراءات جامعہ خیر المدارس ملتان (پاکستان)

ملنے کا پتہ

(درجہ قراءات)

ادارۂ نشر و اشاعتِ اسلامیات

مسجد سراجاں — حسین آگاہی — ملتان (پاکستان)

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

فہرست مضامین

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم القراء فخر المجودین حضرت الحاج المقری القاری محمد یٰسین صاحب مدظلہ۔ صدر شعبۂ تجوید و قرآت مدرسہ دارالعلوم نانک واڑہ کراچی (پاکستان)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد
مجدد القرآت شیخ القراء حضرت مولانا قاری المقری رحیم بخش صاحب قدس سرہٗ کی مقبول عام تالیف "آداب تلاوت مع طریقہ حفظ قرآن و حفظ قرات" کو اللہ تعالیٰ نے نہایت مقبولیت و نافعیت سے نوازا ہے۔ بلا شبہ اس کے ہزاروں طالبان قرآن کے علاوہ بے شمار عامۃ المسلمین بھی مستفیض ہوئے۔ اب کچھ عرصہ سے یہ نایاب تھی۔ حضرت اقدسؒ کے خلف الرشید عزیزی مولانا قاری عبید اللہ رحیمی سلمہٗ صدر شعبۂ تجوید و قرآت جامعہ خیر المدارس ملتان نے اس کی نئی اشاعت و طباعت کا اہتمام کیا تو اس میں ایسے گرانقدر اضافے کیے جس نے کتاب کی افادیت کو کئی چند کر دیا۔
عزیز محترم نے مضامین و احادیث کے عنوانات، تسہیل عبارات، ضروری حواشی، و تعلیقات کے علاوہ بطور ضمیمہ تعلیمی نظام الاوقات ،

تحفیظِ قرآن کے چند بنیادی اصول اور "نورانی قاعدہ پڑھانے کا مکمل طریقہ" شاملِ کتاب کر کے نوآموز اساتذۂ قرآن ہی نہیں بعض کہنہ مشق اساتذۂ قرآن کی بھی کئی الجھنوں کو حل کر دیا ہے۔

ہمارے شیخ محترم نور اللہ مرقدہ کے اس صدقۂ جاریہ کو عزیز محترم نے نہایت سلیقہ سے از سر نو مرتب کر کے ان کی روح مبارک کی خوشنودی کے علاوہ ان کے تمام تلامذہ اور منتسبین کی نیک تمناؤں اور دعاؤں کا خود کو بھی مستحق بنالیا ہے

آخر میں دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیخ محترم اور ان کے لائق فرزند کی اس محنت کو قبولیت سے نوازے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

فقط

محمد یسین عفا اللہ عنہ

مدرسہ دار العلوم نانک واڑہ

کراچی

۱۵/۵/۱۴۰۸ھ

ثنائے حفظِ قرآن

حفظِ قرآں، تربیت کا بہترین آغاز ہے — بات بالکل سچ ہے، ہر دل کی یہی آواز ہے
حفظِ قرآں سے جلا پاتا ہے، بچپن کا دماغ — کُند ذہنوں کے بھی روشن ہونے لگتے ہیں چراغ
چھوڑ کر مکتب، کسی اسکول چل پڑنا نہ تم — "خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج" بننا نہ تم
حفظِ قرآں، باعثِ قوت ہے ایماں کے لیے — حفظِ قرآں فخر و عظمت ہے مسلماں کے لیے
ہم نے جس قرآں کو آغوش میں اپنی لیا — ہم نے جس کے آٹھ سو صفحات کو ازبر کیا
وزن اس کی جلد کا، میزان کو وزنی کرے — ریشمی جزدان، اس کا خلعتِ جنت بنے
اس کا رنگیں ہر ورق دے ہم کو رنگِ آبرو — رنگِ دیں، رنگِ تقدس اور رنگِ نیک خو
اس کی ہر سورۃ کا، ہر ہر حکم ہے بالکل اٹل — اس کی ہر آیت، مسلماں کا عمل، طرزِ عمل
زندگی کی منزلیں ہیں، اس کے پارے اور رکوع — ہر قدم پر چاہیئے، اس کی طرف کرنا رجوع
اس کا ہر ہر صفحہ ہے آئینہ صبح و مسا! — اس کا آئینِ الٰہی، ضامنِ ہر ارتقا
اس کی ہر ہر سطر، راہِ منزلِ صدق و صواب — اس کے اک اک حرف پر ملتے ہیں دس دس ثواب
اس کے نقطوں کے ستارے گھیر لیں آفاقِ دل — اس کے اوراق کشادہ کھول دیں اوراقِ دل

ترجمہ بن کر دکھائے ترجمانِ زندگی
خواندگی اس کی فراہم کردے شانِ خواجگی

از مولانا عظمت اللہ تفہیمی پانی پتی جھنگ

نگاہِ اوّلیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ ومن تبعھم الی یوم الدین۔

امابعد:۔ حضرت اقدس والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف لطیف، شائقین کیلئے نادر علمی تحفہ ہے۔ مختصر، جامع اور حکمت سے لبریز ہے۔ اس میں قرآن کریم کی محبت وعظمت قلوب میں پیدا کرنے والے مؤثر ومستند مضامین قرآن مجید کے آداب، تلاوت کے آداب، تلاوت میں تجوید کی فرضیت (اس سلسلہ میں قرآن وحدیث اور ائمہ متقدمین کے پندرہ[۱۵] حوالے) استاذ کو جن صفات کا حامل ہونا چاہیئے ان کی فہرست، شاگرد کے اندر جن صفات کا ہونا ضروری ہے ان کا بیان۔ ایک طالب علم کو استاذ کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے اور کن کن باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے اس کی پوری تفصیل۔ قاعدہ سے لے کر ختم قرآن تک کا طریقۂ تعلیم۔ سبق دینے، سننے، یاد کرانے اور منزل پڑھوانے کا طریقہ، ختم قرآن کے بعد گردان کرانے اور قراآت پڑھانے کا طریقہ، یہ تمام مضامین پوری جامعیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حفظ کے طلبہ واساتذہ کے لئے مفید ہدایات، اور حفظ میں آسانی کے لئے مجرب ومسنون روحانی و نورانی اعمال بھی تحریر فرمائے گئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اختصار کے باوجود یہ کتاب شانِ جامعیت کی حامل ہے اور

کیوں نہ ہو؟ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طویل زندگی کے کامیاب ترین تعلیمی تجربات کا نچوڑ ہے۔ بلکہ یہ تحریر حضرتؒ کی زندگی ہی کی ایک تصویر ہے جاننے والوں کو معلوم ہے کہ خود حضرت مجسّم کتاب تھے۔ اس کتاب میں جو کچھ درج ہے ایک ایک چیز حضرتؒ کی زندگی میں نمایاں تھی۔ اِس لحاظ سے گویا یہ حضرتؒ کی سیرت کی کتاب بھی ہے۔ اب جبکہ بارِ چہارم یہ کتاب زیرِ طبع ہے جی چاہتا ہے کہ حضرتؒ کی حیاتِ طیبہ کی کچھ جھلکیاں حاشیہ میں نہایت اختصار کے ساتھ بطور نمونہ "مشتے از خروارے" پیش کر دی جائیں اور اس کے علاوہ کتاب کی تزیین وتسہیل کے لئے عنوانات قائم کر دئے جائیں اور ارادہ یہ بھی ہے کہ قاعدہ پڑھانے کا طریقہ جو اختصار اور اجمال کے ساتھ کتاب میں بیان فرمایا گیا ہے اب وقت کی ضرورت کے پیشِ نظر اس کی تفصیل بطور ضمیمہ درج کر دی جائے۔ امید ہے کہ ناظرین اس کو پسند کریں گے۔ اور مستفید ومحظوظ ہوں گے وما توفیقی الا باللہ۔

احقر عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ
مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

۸ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
۲ ستمبر ۱۹۸۷ء
بروز چہار شنبہ

حضرت مصنفؒ کے تعارفی نقوش

نام ونسب قاری "رحیم بخش" بن چوہدری فتح محمد بن حافظ رحم علی (رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً)

ولادت باسعادت علم قراآت کا یہ نیّر ستارہ پانی پت ضلع کرنال محلہ چوڑا کنواں (انڈیا) میں رجب المرجب ۱۳۲۱ھ کو طلوع ہوا۔ ساڑھے تین برس کی عمر میں والد ماجد کا سایۂ عاطفت اٹھ گیا اور والدہ ماجدہ نے تعلیم دلانے کی سعی فرمائی۔

حفظ قرآن کریم آپ فطرتاً ذہین وذکی۔ اور طبعاً نظیف اور لطیف المزاج تھے چار سال کی عمر میں پڑھنا شروع کیا۔ قاعدہ اور ناظرہ قرآن سے فراغت پر مدرسہ اشرفیہ پانی پت میں حفظ قرآن کریم کی ابتداء امام القراء حضرت الحاج مولنا قاری فتح محمد صاحب مہاجر مدنی (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے ۱۳۲۹ھ میں بعمر آٹھ سال کی۔ اور بعرصہ دو سال میں مکمل حفظ کر لیا۔

درس نظامی کی ابتداء فارسی اور ابتدائی عربی کتب شرح جامی، کنز الدقائق وغیرہ تک حضرت الاستاذ مولنا قاری فتح محمد صاحبؒ اور حضرت مولنا عبد الرحیم صاحبؒ مفتی پانی پت سے ۱۳۵۸ھ تک پڑھیں ——— اسی اثناء میں

نکاح ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ بعمر سولہ (۱۶) سال پہلا نکاح ہوا۔

تکمیل علوم تکمیل علوم کی غرض سے ۸ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ کو معروف دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند پہنچے اور چار سال رہ کر بعمر ۲۱ سال تمام علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر لی۔

دارالعلوم میں آپ کے اساتذہ۔ شیخ الاسلام حضرت مولنا حسین احمد مدنیؒ شیخ الادب حضرت مولنا محمد اعزاز علیؒ۔ حضرت مولنا مفتی محمد ریاض الدینؒ حضرت مولنا قاری محمد اصغر علیؒ۔ حضرت مولنا سید اختر حسین صاحبؒ حضرت مولنا محمد ابراہیم بلیاویؒ۔ حضرت مولنا فخر الحسن صاحبؒ حضرت مولنا مفتی محمد شفیعؒ وغیرہم ہیں۔

آغازِ تدریس پاکستان بننے سے چار سال قبل ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں بعمر ۲۱ سال مجاہد ملت حضرت مولنا محمد علی جالندھریؒ کی دعوت پر جامعہ محمدیہ تعلیم القرآن مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔

نکاح ثانی اور پانی پت واپسی پانی پت میں پہلی اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ میں دوسرا نکاح ہوا۔ اور ملتان تشریف لے آئے پھر ربیع الاول ۱۳۶۶ھ میں پانی پت تشریف لے گئے۔ ہندو مسلم فساد اور تقسیم ہند کی تیاری کی بنا پر ریل وغیرہ کی آمد و رفت بند ہو گئی جس کی وجہ سے آپ نے مدرسہ فیض القرآن پانی پت میں ہی پڑھانا شروع کر دیا۔ چھ ماہ کے بعد بر موقع

امتحان سالانہ قاریٔ ہند حضرت مولنا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی نور اللہ مرقدہٗ نے آپ کے متعلق فرمایا۔ کہ جب اللہ جل شانہٗ کام لینے پر آتے ہیں تو چھوٹے بچوں سے لیتے ہیں۔ اِس بچہ نے چھ ماہ میں مدرسہ کی کایا پلٹ دی۔ جو کام عرصۂ دراز سے خراب چلا آتا تھا وہ سب درست ہو گیا سبحان اللہ

پاکستان واپسی ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ حضرت اقدسؒ پاکستان تشریف لے آئے اور حسب سابق مجاہدِ ملت حضرت مولنا محمد علی جالندھریؒ کے فرمان پر جامعہ محمدیہ مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان ہی میں مشغولِ تدریس ہو گئے۔

جامعہ خیر المدارس ملتان میں بحیثیت صدر مدرس

مدرسہ محمدیہ کے جامعہ خیر المدارس ملتان میں مُدغم اور ضم ہو جانے کی بنا پر استاذ العلماء حضرت مولنا خیر محمد صاحب جالندھریؒ بانیٔ خیر المدارس کی دعوت پر شوال ۱۳۶۷ھ میں بعمر ۲۶ سال جامعہ خیر المدارس ملتان میں بحیثیت صدر مدرس شعبۂ حفظ و تجوید و قرأآت، تدریسی خدمات انجام دینے لگے (تاہم مسجد سراجاں بدستور ان کا مستقر اوران کے فیوض و برکات کا مرکز رہی) آپ نے زندگی بھر تعلیم کے ایام میں کبھی بھی مدرسہ کا ناغہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں بھی یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہا۔

پابندیٔ وقت اوقاتِ تدریس کی پابندی حضرت والا مرحوم کی طبیعتِ ثانیہ بن گئی تھی، سردی، گرمی، موسمی تغیرات

ضعیفی وکمزوری کوئی چیز اُن کے لئے سدراہ نہ تھی۔ حتی کہ اسفارِ حج وعمرہ سے واپسی پر کراچی میں ایک رات کا قیام بھی گوارہ نہ تھا۔ ملتان پہونچتے ہی ائرپورٹ یا اسٹیشن سے سیدھے خیرالمدارس اپنی درسگاہ میں تشریف لے جاتے۔ اس کے خلاف کبھی نہیں ہوا۔

تدریس کے چالیس سال

آغازِ تدریس ۱۳۶۲ھ اور اختتامِ تدریس ۱۴۰۲ھ ہے۔ اِس چالیس سالہ دورِ تدریس میں آپ سے سینکڑوں قراء اور ہزاروں حفاظ فیض یاب ہوئے جو صرف پاک وہند ہی نہیں۔ بلکہ حرمین شریفین میں اور اس کے علاوہ ممالک، ایران افریقہ، لندن، کنیڈا وغیرہا میں بھی قرآن کریم اور فن تجوید وقرآت کی میارکی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

حج وعمرہ

الحمد للہ آپ نے دس حج اور متعدد عمرے بھی ادا فرمائے حضرت والا فی الواقع عشقِ خداوندی اور حُبِ نبوی میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے یہی وہ چیز تھی جو آن کو ہر سال مختلف امراض میں گھرے ہونے کے باوجود کشاں کشاں دربارِ خداوندی و بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کردیا کرتی تھی۔

تصانیف وتجدیدی کارنامے

آپ نے قرآن مجید بالتجوید حفظ کرنے اور اس کی قرآت کو ازبریاد کرنے کے لئے بالخصوص تدریس "قرآن وقرآت" کے لئے ایسے قواعد وضوابط اصول و طرق ایجاد کیے جن کی مدد سے قرآن کا پختہ حفظ اور اس کی قرآت کا پڑھنا

پڑھانا سہل تر ہوگیا اس کے لئے آپ نے تجدیدی ارشادات واقوال اور بہترین گرانمایہ تصانیف٭ سے معلمین ومتعلمینِ قرآن و قرآات کی اصلاح کی۔ آداب تلاوت مع طریقۂ حفظ قرآن وحفظ قرآات، تحفۃ الحفاظ المعروف متشابہات القرآن، العطایا الوہبیہ شرح مقدمہ جزریہ، تنویر شرح تیسیر اور رسائل قرآات (جن میں اصول و فروش کو الگ الگ مرتب کرکے شروع قرآن سے آخر تک بالترتیب ان کا اجراء ہے) تکمیل الاجر فی القرآات العشر، المہذبہ فی وجوہ الطیبہ، المرآۃ النیرہ فی حل الطیبہ مقبول ترین اور فنی لحاظ سے نہایت بلند پایہ کتابیں اس پر شاہدِ عدل ہیں۔ قراء وعلماءِ امت نے آپ کو بجا طور پر قرآات اور ان کی تدوین وتسہیل اور پھر ان کی تالیف وتدریس اور قرآن کریم کے معیاری حفظ وتحفیظ میں آپ کی مجددانہ صلاحیتوں، خدمات اور خداداد بصیرت کے پیش نظر امام بلکہ مجدد تسلیم کیا ہے۔

وصال

۶ر ذی الحجہ بروز جمعہ حسبِ معمول تعلیم قرآن میں مسجد سراجاں میں مصروف تھے کہ بعد نماز مغرب کان میں شدید درد ہوا۔ اور اس کے معاً بعد بیہوش ہوگئے۔ اسی حالت میں نشتر ہسپتال لے جائے گئے وہاں کم وبیش ۵ دن تک بیہوشی کے عالم میں رہے بالآخر ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۸۲ء بشب پنجشنبہ دس بج کر ۳۲ منٹ پر بحالتِ استغراق دو بار زبان سے اللہ اللہ نکلا اور اس کے بعد اپنے خالق کے حضور پہنچ گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

٭ حضرت والد صاحب قدس سرہ کی تصانیف کی تعداد تیئیس ہے ۱۲ عبیداللہ رحیمی عفی عنہ

جنازہ کا حال آپ کے سانحۂ ارتحال کی خبر اخباری تعطیل اور مقامی ریڈیو اسٹیشن کے عدم تعاون کے باوجود پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح دفعتًا پھیل گئی۔ اور دور دور سے آپ کے تلامذہ اور دیندار مسلمانوں کی بھاری تعداد آخری زیارت اور جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ملتان پہنچی۔ اور ملتان تو تقریبًا سارا ہی اُمڈ آیا۔ ہجوم اس قدر تھا۔ کہ جنازہ کی چارپائی کے ساتھ بانس باندھنے کی ضرورت پیش آئی۔ نماز جنازہ قاسم باغ قلعہ کہنہ پر مبلغ اسلام ولیٔ کامل حضرت مولنا محمد اسلم صاحبؒ (خطیب وامام جامع مسجد نشتر کالج ملتان) نے پڑھائی۔

تدفین ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعرات غروب آفتاب سے ذرا قبل جامعہ خیر المدارس ملتان میں خیر العلماء حضرت مولنا خیر محمد صاحبؒ اور مجاہد ملت ومفکر اسلام حضرت مولنا محمد علی جالندھریؒ کے درمیان، علم وعمل، تقویٰ اور تصوف کا وہ روشن ستارہ غروب ہوا جس کی روشنی اور تابناکی سے تقریبًا نصف صدی تک علمِ قرآت کا ایوان جگمگاتا رہا۔ اور جس کی ضیاء پاشیوں سے ہزاروں تشنگان "علم تجوید وقرآت" مُستنیر ہوئے۔

خِيَالُكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرُكَ فِي فَمِي
وَمَثْوَاكَ فِي قَلْبِي فَأَيْنَ تَغِيبُ

حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی "روح پاک" رحمت کے قُدسی فیوض سے ہمیشہ سرشار اور شاداب رہے

اوران کی قبر مبارک۔ آفتاب کرم کی ضوء فشانی سے ہمیشہ بقعۂ نور بنی رہے اوران کا نورانی چہرہ سراپا نور رہو۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَارْضَ عَنْهُ وَاجْعَلْ قَبْرَهٗ رَوْضَةً مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاحْشُرْهُ مَعَ الْاَبْرَارِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَانْفَعْنَا بِعُلُوْمِهٖ وَفُيُوْضِهٖ وَافِضْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهٖ۔ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِفَضْلِكَ وَمَنِّكَ وَجُوْدِكَ۔

وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنًا ۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

حضرت قدس سرہٗ کے فرزند نسبتی و جانشین اعلیٰ میرے استاذ شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل اشعار میں ــــ مادۂ تاریخ وصال نکالا ہے ؎

فَيَا رَبَّنَا افْسَحْ قَبْرَهٗ ثُمَّ نَوِّرَنْ ۔ فَمَا اَجْرُ اَصْحَابِ الْقُرْاٰنِ مُضَيَّعٌ

اَتَاكَ اِلٰهِيْ خَادِمُ الذِّكْرِ مُخْلِصًا ۔ جَلِيْلًا فَهَبْ مَا كَانَ يَرْجُوْ وَيَطْمَعُ

وَقُلْ غَابَ شَمْسٌ اِرْخُ مَوْتٍ بِلَا اَلِفْ ۔ اَضَاءَتْ لَهُ الْاٰفَاقُ كَالشَّمْسِ تَطْلُعُ

۱۴۰۲ھ

ترجمہ:

۱۔ اے پروردگار! ان کی قبر کو کشادہ فرما اور پھر روشن فرما۔ کیونکہ اہلِ قرآن کا اجر ضائع نہیں ہے۔

۲۔ الٰہا تیرے پاس قرآن پاک کا مخلص وجلیل القدر خادم آیا ہے۔ سو تو انہیں وہ انعامات عطا فرما دے جن کے وہ امیدوار و متمنی تھے (آمین)

۳۔ تم کہدو کہ غَابَ شَمْسٌ (سورج غروب ہوگیا) ان کی تاریخ وفات ہے جبکہ ان

۱۴۰۲ھ

حروف میں سے الف کا ایک عدم کم کر دیں۔ ان کے فیوض سے طلوع ہونے والے سورج کی طرح تمام آفاق خوب چمک اٹھیں۔

آخر میں دست بدعا ہوں

بار الہا! جس طرح آپ نے ہمیں ان کی زندگی میں دعوات سحری، نالہ ہائے نیم شبی اور دعوات حرمین شریفین کی برکات سے سرفراز فرمایا۔ مفارقت کے بعد بھی ان کی روح پر فتوح کی برکات سے مالامال فرما کر سرفراز فرما۔ اور اے اللہ ان کی چھوڑی ہوئی امانت کی حفاظت، خدمت، اور ترقی کی اہلیت، ہمت اور توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ وعافاہ

۲ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

یوم السبت

آغازِ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

امابعد۔ تمام تعریف اُس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہے جس نے اپنے بندوں کے لئے آخری کتاب (قرآن مجید) کو نازل فرمایا اور اس کے حفظ کو سہل کیا۔ اور درود وسلام نازل ہو خلاصۂ کائنات، فخرِ موجودات، اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی اولادؓ واصحابؓ پر۔

احقر رحیم بخش بن فتح محمدؒ عرض کرتا ہے کہ چند باتیں بسلسلۂ طریقۂ تعلیم وحفظِ قرآن مجید وقراآت اہلِ درس وتدریس حضرات کی خدمات عالیہ میں پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پراگندہ ومنتشر کلمات کو درجۂ قبولیت عطا فرماتے ہوئے احقر کے لئے صدقۂ جاریہ اور ناظرین کے لئے نافع بنائے آمین یارب العلمین!

مقصود سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک پڑھنے کے کچھ فضائل وآداب نقل کردئے جائیں۔ کیونکہ مشہور مقولہ ہے ؎

با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

قرآن مجید کے فضائل

محفوظ کتاب :- حق تعالیٰ جلّ مجدہٗ وعزّ اسمہٗ کا ارشاد ہے :-

۱- "تحقیق ہم نے اس نصیحت نامہ کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" (حجر ع) ۲- "اور تحقیق وہ البتہ عزت والی کتاب ہے اس میں غلط بات نہ آگے سے آکر شامل ہو سکتی ہے اور نہ پیچھے سے! (فصلت ع۵)

قرآن کی جلالتِ شان :-

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ حق تعالیٰ کو مخلوق پر! (ترمذیؒ)

قرآن کا ماہر :-

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں۔ اور نیکو کار ہیں۔ اور جو شخص قرآن کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقّت اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

حافظ کا مرتبہ :-

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کا فرمان مبارک نقل کیا ہے کہ (قیامت کے دن) صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجات پر چڑھتا جا اور ٹھیر ٹھیر کر پڑھ، جیسا کہ تو دنیا میں ٹھیر ٹھیر کر پڑھتا تھا۔ پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔ (احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ ابوداؤدؒ)

فائدہ ۱:۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات کلام اللہ شریف کی آیات کے برابر ہیں۔ لہٰذا جو شخص جتنی آیات کا ماہر ہوگا اتنے ہی درجے اوپر اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

ف ۲:۔ ملا علی قاریؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ قرآن پڑھنے والے سے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ ایک اور حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا میں بہ کثرت تلاوت[۱] کی، تب تو اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جائے گا

۱ے مؤلف قدس سرہٗ کا اتباعِ سنت اور عمل بالحدیث۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ) فرماتے تھے کہ مجھے بچپن ہی سے تلاوتِ قرآن کثرت کے ساتھ کرنے کا شوق تھا جب قرآن مجید کا حفظ مکمل ہوگیا تو فراغت سے قبل تقریباً پورا قرآن کریم ایک دن میں اپنے استاذ حضرت قاری فتح محمد صاحب (رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ متوفی شعبان ۱۴۰۷ھ) کو سنایا کرتا تھا۔ اور فراغت کے بعد بیس بائیس پارے پڑھنا روزانہ کا معمول تھا دس گیارہ برس کی عمر میں صبح کی نماز سے قبل اٹھ کر تن تنہا اندھیری گلیوں میں سے گذرتا ہوا جامع مسجد جا کر وضو کر کے مسجد کے وسیع وعریض صحن کے وسط میں بیٹھ کر نماز فجر سے قبل آٹھ پارے پڑھ لیتا تھا۔ کتابیں پڑھنے کے زمانہ میں سولہ سپارے منزل پڑھنا معمول رہا۔ فرماتے کہ پانی پت میں اکثر جشینے ہوا کرتے تھے اور ہم موقع کی تلاش میں نکلتے موقع پا کر کھڑے ہو جاتے۔ دس پندرہ سپاروں پر پہلی رکعت کرتے۔ آٹھ دس پارے پڑھنا تو معمولی بات تھی۔ عبید اللہ رحیمی عفی عنہ مقیم خیر المدارس ملتان

ف۳ :- علامہ دانیؒ نے اہلِ فن کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی آیات چھ ہزار ہیں لیکن اس کے بعد کی آیات کی تعداد میں اختلاف ہے اور یہ اقوال ہیں ۲۰۴-۲۱۴-۲۱۹-۲۳۶ بس اس قدر حفاظ آیات کے بقدر ترقی کریں گے۔

ف۴ :- ملا علی قاریؒ نے بڑی تفصیل سے اس کو واضح کیا ہے کہ یہ فضیلت (ترقی درجات والی) حافظ ہی کے لئے ہے۔ ناظرہ خواں اس میں داخل نہیں۔

حافظ کے والدین کا انعام :-

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہو گی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو پس تمہارا کیا گمان ہے اُس شخص کے بارے میں جو خود عامل ہے۔ (ابو داؤد)

(اے اللہ العالمین ! ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین)

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلائے[1] اس کے سب اگلے

---

[1] حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام اولاد اور اپنی اہلیہ محترمہ ادام اللہ ظلہا کو خود قرآن پاک پڑھایا۔ چار بچوں کو حافظ قرآن، قراآت عشرہ کا قاری اور درس نظامی کا عالم بنایا اور ایک بچی کو بھی حافظہ بنایا۔ جبکہ باقی پانچ بچیوں کو ناظرہ قرآن مثل حفظ کے پڑھایا۔ (مثل حفظ کا مطلب گو قرآن کی حافظہ تو نہیں ہیں البتہ بغیر قرآن دیکھے غلطی پکڑنے پر قادر ہیں) اور سبھی بچیوں کو تعلیم الاسلام کے چاروں حصے بہشتی زیور وغیرہ بھی خود پڑھائے۔ بحمد اللہ آپؒ کے تمام داماد بھی قرآن پاک کے حافظ، قاری اور شریعت مقدسہ کے عالم باعمل ہیں نیز سب بچے بچیاں اور داماد خدمت قرآن کریم ہی کو اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ قبولیت، نافعیت اور برکت سے نوازے آمین۔ ع

اور پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا۔ اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ پڑھنا شروع کر۔ جب وہ ایک آیت پڑھے گا، باپ کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا حتّٰی کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو (مجمع الفوائد عن الطبرانی)

حافظ کی شفاعت سے گنہگاروں کی نجات :-

(۶) حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پاک پڑھا۔ پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دسؔ آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے، جن کے لئے جہنم واجب ہوچکی ہو (ابن ماجہ)

تلاوت قرآن پر نیکیوں کے درجات :-

(۷) حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہوکر کلام پاک پڑھا، اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس نے نماز میں بیٹھ

ہ حضرت والا سنتوں اور نوافل میں کثرت سے بالترتیب قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اپنی حیات کے آخری چند سالوں کے علاوہ پوری زندگی صبح فجر کی نماز میں ایک سال کے اندر تقریباً ڈیڑھ قرآن کریم پڑھتے تھے، تہجد کی نماز میں پانچ پارے پڑھنا معمول رہا۔ اور آخری عمر میں سورۂ یٰسین، قرآن پاک کی تمام دعائیہ آیات کریمہ پڑھنے کا بھی معمول بن گیا تھا، رمضان المبارک تراویح میں چند سالوں کے علاوہ مدّت العمر خود ہی قرآن کریم سنایا، آپؒ نے جن سالوں میں قرآن تراویح میں نہیں سنایا، ان میں سحری سے قبل تہجد میں پانچ چھ پارے پڑھنا روزانہ کا معمول رہا، ایک قراءت میں ختم ہونے پر دوسری اور تیسری قراءت میں ختم فرماتے تھے، رمضان المبارک میں دیگر مصروفیات کے ساتھ تقریباً اٹھارہ، انیس پارے روزانہ کی تلاوت تھی۔ (حق سبحانہ و تعالیٰ مجھ روسیاہ سمیت تمام عزیزان کو کثرت سے تلاوت کی توفیق عطا فرمائے) عبیداللہ رحیمی عفی عنہ

کر پڑھا اس کو پچاس نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کیلئے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں اور جو شخص پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے، اس کے لئے بھی ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ہے (احیاء)

قرآن مجید پڑھنے پڑھانے والوں کی شان :-

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں۔ جو قرآن مجید سیکھیں اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیں۔ (بخاریؒ۔ ترمذیؒ)

تلاوت، سب سے افضل عبادت ہے :-

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کی سب سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت[۱] ہے

کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن نہیں کروگے تو بھول جاؤگے :-

(۱۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو (کثرت سے تلاوت کیا کرو) قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے (سینوں سے) بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں[۲] سے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

---

[۱] حضرت اقدسؒ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے تلاوت قرآن میں مصروف رہتے۔ ایک وقت میں حضرت والاؒ پر اس کیفیت کا اس قدر غلبہ تھا۔ کہ فرماتے، وضو میں کلی کرنے کے ارادے کے ساتھ زبان کو تلاوت سے روکنا پڑتا ہے۔ ۱۲

[۲] یہ حدیث اکثر ہمیں اور تلامذہ کو سنایا کرتے تھے۔ اور منزل پڑھتے رہنے کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔ نیز فرماتے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حافظے بہت قوی تھے، اس کے باوجود نبی علیہ السلام نے ان کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔ تم خود سوچو کہ تمہارے حافظے کس قدر کمزور ہیں؟ ہمیں تو بہت ہی زیادہ اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کی منزل پڑھنی چاہئے۔ ۱۲ ع۔ ل۔ ر

مشغول بالقرآن قابلِ رشک ہے

(۱۱) حضرت ابن عمرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ حسد (یعنی غبطہ) دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو اللہ کریم نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے دوسرے جس کو حق سبحانہٗ نے مال کی کثرت عطا فرمائی۔ اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے (البخاریؒ)

ف: چونکہ حسد بالاجماع حرام ہے اس لئے اس لفظ کو مجازاً غبطہ (رشک) کے معنٰی میں ارشاد فرمایا ہے جو دُنیوی امور میں مُباح اور دینی امور میں مستحب ہے دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ اگر بالفرض حسد جائز ہوتا تو یہ دو چیزیں ایسی تھیں کہ ان میں جائز ہوتا۔

قرآن سے تعلق باعثِ عزت اور دوری باعثِ ذلت ہے

(۱۲) حضرت عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے (مسلمؒ)

(۱۳) حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک کلام پاک کہ جھگڑا کرے گا بندوں سے۔ قرآن پاک کے لئے ظاہر ہے اور باطن۔ دوسری چیز امانت ہے اور تیسری رشتہ داری جو پکارے گی۔ کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا، اللہ اس کو اپنی رحمت سے ملادے اور جس نے مجھ کو توڑا، اللہ اپنی رحمت سے

اس کو جدا کر دے۔ (شرح السنۃ)

(ف، قرآن کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی رعایت کی، اس کا حق ادا کیا، اس پر عمل کیا، ان کی طرف سے دربار حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں جھگڑے گا اور شفاعت کرے گا، ان کے درجے بلند کرائے گا۔

قرآن مجید تہجد میں پڑھا جائے۔ پھر اس کی عظمت کا کیا کہنا!

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ قرآن شریف سیکھو، پھر اس کو پڑھو۔ اس لئے کہ جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اور تہجد میں اس کو پڑھتا رہتا ہے۔ اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے۔ اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا، اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔[۵] (الترمذی)

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ بمنزلہ ویران

۵ حضرت اقدس تہجد میں بہت کثرت سے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ پہلے حج کے موقع پر مدینہ طیبہ سے تہجد کے وقت روضۂ اطہر پر صلوٰۃ و سلام کے لئے حاضر ہوا تو ایسا محسوس ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں تہجد ہماری طرف سے تحفہ ہے اس کو قبول کر لو، الحمد للہ اس کے بعد مدت العمر کبھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی [illegible] یہ پہلا حج آپ نے بعمر ۲۳ سال ۱۳۴۵ھ میں ادا فرمایا تھا اسکے بعد حضرت [illegible] کی نماز تہجد سفر حضر، صحت وبیماری کسی حالت میں بھی قضا نہیں ہوئی بعض اوقات سفر میں رات کے وقت ریل میں بھی یہ نماز ادا کرنے کی نوبت آئی۔ یہ نماز ذوق عبادت اور عشق وتقرب خداوندی کا بہ عالم کہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں جس وقت سجدہ میں جاتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میں نے خدا کے قدموں پر سر رکھا ہوا ہے اور اللہ پاک پیار فرما رہے ہیں۔[۲] عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

گھر کے ہے (الترمذی)

نماز کے اندر تلاوت کا زیادہ ثواب ہے:۔

(۱۶) حضرت عائشہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔کہ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے۔اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح اور تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے۔اور صدقہ روزے سے افضل ہے اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے۔(البیہقیؒ)

قرآن کو دیکھ کر پڑھنا بھی کارِ ثواب ہے:۔

(۱۷) حضرت اوس ثقفیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔کہ کلام اللہ شریف کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور قرآن پاک میں دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے (البیہقیؒ)

زنگ آلود دلوں کا علاج :۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے پوچھا گیا۔حضور! ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپؐ نے فرمایا۔کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا (البیہقیؒ)

قرآن اُمّتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے سرمایۂ افتخار ہے:۔

(۱۹) حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ہر چیز

ف حضرت والاؒ کی تلاوت قرآن تو کثرت سے تھی ہی، موت کو بھی کثرت سے یاد فرماتے تھے۔اکثر متعلقین کو خاتمہ بالخیر کی دعاؤں کا فرماتے۔اکثر خطوں کے جواب میں اسی کا تذکرہ ہوتا تھا ۱۲ عبیداللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

کے لئے کوئی شرافت وافتخار ہوا کرتا ہے جس سے وہ تفاخر کیا کرتا ہے۔ میری امت کی رونق اور افتخار[1] قرآن شریف ہے (حلیہ)

قرآن پاک کی تلاوت دنیا کا نور ہے:۔

(۲۰) حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تقویٰ کا اہتمام کرو کہ تمام امور کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمادیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ (ابن حبانؒ)

تلاوت کے انوار کا اثر مکان پر:۔

(۲۱) حضرت باسطؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ذکر کیا۔ کہ جن گھروں[2] میں کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے، وہ مکان آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں۔ جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان پر ستارے (ترغیب)

مسجد میں تلاوت پر رحمتوں کی بارش:۔

(۲۲) حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا وِرد

---

[1] حضرت اقدسؒ کو قرآن کریم سے خاص شغف اور اسی پر فخر تھا، اس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ تمام بچوں بچیوں کے لئے قرآن پڑھنا اور پڑھانا پسند فرمایا، اور تمام اولاد کے لیے زوجیت و رفاقتِ حیات جیسے اہم و نازک معاملے میں بھی حسب ونسب، جاہ و مال کا خیال نہیں فرمایا۔ بلکہ قرآن اور خدمتِ قرآن کی نسبت ہی کو پیش نظر رکھا۔ ۱۲ع

[2] حضرت اقدسؒ جس مکان میں رہائش پذیر تھے اُس میں آپ نے کئی ہزار قرآن کریم ختم فرمائے اور راتوں کے ابتدائی اور آخری حصوں میں اہلیہ محترمہ سمیت تمام بچیوں کو قرآن کی تعلیم دی عبید اللہ رحیمی

نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہٗ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں (مسلمؒ)

قُرب خداوندی کا سب سے بڑا ذریعہ کلام پاک ہے

(۲۳) حضرت ابوذرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے نکلی ہے۔ یعنی کلام پاک (الحاکمؒ)

قرآن والے اللہ تعالیٰ کے اہل و خواص ہیں

(۲۴) حضرت انسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خواص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص۔ (ابن ماجہؒ)

قرآن خوش الحانی سے پڑھنے کی مقبولیت

(۲۵) حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبیؐ کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔

قاری قرآن کی آواز کی طرف اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ

(۲۶) حضرت فضالہ ابن عبیدؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں۔ جو

اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔ (ابن ماجہؒ)

قرآن کا کامل اجر آخرت ہی میں ملے گا۔

(۲۷) حضرت عبیدہ ملیکیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قرآن والو! قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت شب و روز ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ کلام پاک کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو۔ اور اس کے معانی میں تدبر کرو تاکہ تم فلاح کو پہنچو اور اس کا بدلہ (دنیا میں) طلب نہ کرو کہ (آخرت میں) اس کے لئے بڑا اجر و بدلہ ہے (البیہقیؒ)

تلاوت قرآن بلند آواز سے ہو یا آہستہ؟

(۲۸) حضرت عقبہ بن عامرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے (الترمذیؒ)

قرآن کریم کا اپنے محب و خادم کے لئے شفاعت کرنا۔

(۲۹) حضرت جابرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے۔ اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے (ابن حبانؒ)

(۳۰) حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ[ا] اور قرآن شریف

[ا] حضرت اقدسؒ فرمایا کرتے تھے کہ بحمد اللہ میں نے بلوغ عمر سے لے کر آخری عمر تک کبھی فرض روزہ کسی بھی عذر کی وجہ سے ترک نہیں کیا۔ آخری عمر میں آپ ہر سال معمولاً عمرہ پر تشریف لے جاتے تھے اس سفر میں مطالع قمر کے فرق کی وجہ سے عموماً بعض حضرات کے ایک دو (باقی صـ ۲۴ پر)

دونوں بندہ کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے۔ کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا۔ میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ! میں نے رات کو اس کو سونے سے روکے رکھا، میری شفاعت قبول کیجئے۔ پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (احمدؒ)

(۳۱) حضرت سعیدؓ بن سلیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں، کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنیوالا نہ ہوگا۔ نہ کوئی نبیؑ۔ اور نہ فرشتہ وغیرہ۔ (شرح الاحیاء)

حافظِ قرآن حاملِ علومِ نبوّت ہے :-

(۳۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا۔ اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا۔ گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی اور حاملِ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (الحاکمؒ)

دس آیات کی تلاوت کی برکت :-

(۳۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں غافلین سے شمار

(بقیہ از صـ۲۳) روزے قضا ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت والا سفر کا نظام اس طرح بناتے کہ روزہ قضا ہونے کی نوبت نہ آتی۔ اگر رمضان کا آغاز سرزمین پاکستان پر ہوتا تو اختتام بھی پاکستان میں فرماتے تاکہ رمضان کا روزہ رمضان ہی میں ادا ہو۔۱۲ عبیداللہ حنیفی عفا اللہ عنہ مقیم خیر المدارس ملتان

نہیں ہوگا (الحاکم)

سَو آیات کی تلاوت کا انعام:-

(۲۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں فرض نمازوں پر مداومت کرے وہ غافلین سے نہیں لکھا جاوے گا۔ جو شخص سَو آیات کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں قانتین سے لکھا جاوے گا (ابن خزیمہ)

فتنوں سے بچنے کے لئے قرآن پاک محفوظ قلعہ کی مانند ہے:-

(۲۵) حضرت ابنِ عباس رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے۔

ـــــــــــــــــــــــــــــ

لے حضرت اقدس پنجگانہ فرض نمازیں باجماعت، صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کی پابندی سے ادا کرتے تھے آپ کو ہمیشہ صفِ اوّل اور امام کے بالکل پیچھے نماز پڑھنے کا شوق رہا۔ چنانچہ حرم نبوی میں جالی مبارک سے کچھ فاصلہ پر صفِ اول میں تشریف فرماتے۔ دفعتہً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ میرے قریب جالی مبارک کے پاس آجاؤ۔ عرض کیا حضرتؐ! یہاں رش زیادہ ہے اگر میں آجاؤں تو صفِ اوّل میں جگہ نہیں ملے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم ذمہ دار ہیں آپ آئیں۔ چنانچہ آپ جالی مبارک کے پاس حاضر ہوگئے راز و نیاز اور صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد واپس آئے تو دیکھا کہ اس جگہ کے دونوں طرف لوگ گتھم گتھا ہو رہے ہیں لیکن آپ کی جگہ محفوظ و خالی تھی ایک آدھ مرتبہ بحالت سفر تکبیر تحریمہ رہ گئی تو مسجد میں قدم رکھتے ہی آنکھوں سے بلا اختیار آنسو جاری ہوگئے ساتھیوں نے اس کا مشاہدہ کیا اور ہر فرض نماز کے بعد مسنون سورۃ تلاوت فرماتے اور عشاء کی نماز کے بعد سونے سے قبل ہمیشہ — سورۃ الملک، الٓمٓ السجدہ۔ سورۃ الفاتحہ۔ سورۃ البقرہ کی ابتداء سے ھم المفلحون تک۔ اور آیۃ الکرسی خلدون تک۔ بقرہ کا آخری رکوع۔ اور کبھی سورۃ دخان بھی تلاوت فرماتے ۱۲۔ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

حضور نے دریافت فرمایا کہ ان سے خلاصی[1] کی کیا صورت ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ قرآن شریف! (رزین رح)

(۳۶) حضرت علی رض کی روایت میں وارد ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ' تم کو اپنے کلام کے پڑھنے کا حکم فرماتا ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی قوم اپنے قلعہ میں محفوظ ہو، اور اس کی طرف کوئی دشمن متوجہ ہو۔ کہ جس جانب سے بھی حملہ کرنا چاہے اسی جانب میں اللہ کے کلام کو اس کا محافظ پاوے گا۔ اور وہ اس دشمن کو دفع کردے گا (فضائل)

فاتحہ ہر مرض کی دوا۔

(۳۷) حضرت عبدالملک بن عمیر رض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے (الدارمی رح)

سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کی برکات۔

(۳۸) حضرت عطاء بن ابی رباح رح کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورۂ یٰس[2] کو شروع دن میں پڑھے اس کی

---

[1] حضرت والا ہمیں اور طلبہ کو اکثر سمجھاتے ہوئے فرماتے کہ جب کوئی پریشانی لاحق ہو تو قرآن کریم کی طرف توجہ کریں اس کی برکت سے تمام پریشانیاں حق تعالیٰ شانہ' ختم فرما دیتے ہیں۔ اس ضمن میں اپنی بعض پریشانیوں کے پیش آنے اور پھر ان کے قرآن کی برکت سے ختم ہوجانے کے واقعات بیان فرماتے۔ عبید اللہ رحیمی عفی عنہ

[2] حضرت اقدس رح سورۂ یٰسین ایک بار تہجد کی نماز میں اور دوسری بار نمازِ فجر کے بعد اہتمام کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ع۔ل۔ر

تمام دن کی حوائج پوری ہوجائیں ۔ (الدارمی)

سورۂ واقعہ کی تلاوت سے فاقہ کا نہ ہونا:۔

(۳۹) حضرت ابن مسعود رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔ اور ابن مسعود رضؓ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس[1] سورت کو پڑھیں (البیہقیؒ)

سورۂ مُلک باعثِ شفاعت:۔

(۴۰) حضرت ابوہریرہ رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن مجید میں ایک سورۃ تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرا دے ۔ وہ سورۂ تبارک الذی ہے۔

تلاوتِ قرآن پاک پر نیت صحیح نہ ہونے کا انجام:۔

(۴۱) حضرت بریدہ رضؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن کریم پڑھے تاکہ اس کی وجہ[2] سے کھاوے لوگوں سے، قیامت

---

[1] حضرت اقدسؒ بعد نماز مغرب معمولات سے فراغت پر سورۃ واقعہ پابندی سے تلاوت فرماتے تھے مرض الوفات کا جب پہلا حملہ ہوا۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا، اس وقت بھی حسب معمول سورۂ واقعہ کی تلاوت جاری تھی ۔ اور آیتِ شریفہ لاصحب الیمین زبان پر تھی ۱۲۔ ع ۔ ل ۔ ر

[2] حضرت اقدسؒ نے اس سے ہمیشہ بہت احتراز فرمایا ۔ اس ضمن میں اپنا واقعہ سناتے کہ میں نے مسجد سراجاں میں پہلی بار تراویح میں قرآن سنایا ۔ ختم قرآن پر لوگ مصافحہ کرتے وقت ہاتھ میں پیسے دینے لگے ۔ ایک دو کو تو میں نے رد کا۔ جب سب ہی (باقی صفحہ ۲۸ پر)

کے دن وہ ایسی حالت میں آئیگا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی ہو گا جس پر گوشت نہ ہوگا (البیہقی)

سورۂ ملک، الم السجدۃ تلاوت کرنے کی فضیلت :-

(۴۲) ایک روایت میں ہے کہ جس نے تبارک الذی اور الٓمٓ السجدہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا اس نے گویا لیلۃ القدر میں قیام کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کیلئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کیلئے عبادتِ لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے (مظاہر حق)

(نوٹ :- یہ تمام احادیث فضائلِ قرآن (مؤلفہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولنا محمد زکریا مدنی قدس سرہٗ) سے لی گئی ہیں)

اے رؤف رحیم! محض اپنی رحمت سے ہمیں قرآن مجید کا سچا عاشق اور ہر وقت اخلاص کے ساتھ اس کی تلاوت کرنے والا بنا۔ آمین ثم آمین۔

(متعلقہ ۲۷) اس طرح کرنے لگے تو اُسی وقت اعلان کیا کہ کوئی شخص مجھے پیسے دینے کی کوشش نہ کرے۔ اس کے بعد الحمد للہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ اپنے عزیز طلبہ کو زبانی و تحریری طور پر بھی اس سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ قرآن و قراآت عشرہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کی سندات میں بھی اس سے صراحۃً بایں الفاظ منع فرمایا۔ "تراویح میں (قرآن) سنانے پر اجرت لینے سے احتراز کرے۔ بلکہ خالصًا لوجہ اللہ بہ نیت ثواب سنایا کرے۔"

اے ارحم الراحمین! محض اپنی رحمت سے مجھ رُوسیاہ سمیت تمام متعلقین کو حضرت والا مرحوم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان کے مبارک و مقبول منہج پر قرآن مجید کی خدمت کی توفیق مرحمت فرما۔ اور قرآن مجید کے سچے عاشقین اور اخلاص کے ساتھ تلاوت کرنے والوں میں سے بنا۔ آمین ثم آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ عبید اللہ رحیمی عفی عنہ مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

آدابِ قرآن مجید

مختصر طور پر قرآن مجید کے آداب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ خالقِ خلق معبودِ برحق کا کلام ہے محبوب، و مطلوب کے فرمائے ہوئے الفاظ ہیں۔ جن لوگوں کو محبت سے کچھ بھی واسطہ پڑا ہے، وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط، محبوب کی تقریر، اور مطلوب کی تحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت ہوتی ہے اس کے ساتھ جو شیفتگی و فریفتگی کا معاملہ ہوتا ہے اور رہونا چاہیئے وہ قواعد و ضوابط سے بالاتر ہے

ع محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی !

اس وقت اگر جمالِ حقیقی و انعاماتِ غیر متناہی کا تصور ہو تو پھر محبت موجزن ہوگی۔

اس کے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے سلطان السلاطین کا فرمان ہے اس سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جس کی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے وہ تو تجربہ سے اور جن کو سابقہ نہیں پڑا وہ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ بادشاہی فرمان کی ہیبت قلوب پر کیا ہو سکتی ہے۔ کلامِ الٰہی محبوب و حاکم کا کلام ہے اس لئے دونوں آداب کا مجموعہ اس کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔

حضرت عکرمہؓ جب کلام پاک پڑھنے کے لئے کھولا کرتے تھے تو بے ہوش

ہوکر گر جاتے تھے اور زبان پر یہ جاری ہو جاتا تھا۔

هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ !	یہ میرے رب کا کلام ہے۔
هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ !	یہ میرے رب کا کلام ہے۔

یہ ان آداب کا اجمال اور ان تفصیلات کا اختصار ہے جو مشائخ نے آدابِ تلاوت میں لکھے ہیں، جن کی کسی قدر توضیح ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ جن کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ بندہ نوکر بن کر نہیں، چاکر بن کر نہیں، بلکہ بندہ بندہ بن کر آقا و مالک، محسن و منعم کا کلام پڑھے۔

صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنے کو تلاوت کے آداب سے قاصر سمجھتا رہے گا۔ وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہیگا۔ اور جو اپنے کو رضا و عجب کی نگاہ سے دیکھے گا وہ ترقی سے دور ہوگا۔ (فضائل قرآن)

اے باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ! ہم سب کو قرآن پاک کے تمام آداب کی پوری رعایت رکھنے والا بنا اور رُوحانی و جسمانی تمام بیماریوں سے شفاء کاملہ عاجلہ نصیب فرما۔ آمین ثم آمین۔

آدابِ تلاوت

۱۔ مسواک اور وضو[1] کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ غایت احترام اور تواضع کے

---

[1] واضح ہو کہ وضو کے بغیر قرآن مجید کو چھونا حرام ہے، ہاں فقط پڑھنا یا کسی ایسے کپڑے سے اوراق کھولنا جو اس وقت پہنے ہوئے نہ ہو اور دیکھ کر پڑھے تو یہ جائز ہے اور جس کو غسل کی حاجت ہو اس کے لئے تلاوت بھی جائز نہیں۔ ۱۲ منہ

ساتھ رُو بہ قبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضورِ قلب اور خشوع کے ساتھ اس لُطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے، اس طرح پڑھے کہ گویا حق سبحانہٗ وعزاسمہٗ کو کلامِ پاک سُنا رہا ہے۔

۲۔ اگر معنی سمجھتا ہے تو تدبر اور تفکر کے ساتھ آیاتِ وعد و رحمت پر مغفرت کی دُعا مانگے اور آیاتِ عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے[۱] کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں۔

۳۔ آیاتِ تنزیہ وتقدیس پر سبحان اللہ کہے۔

۴۔ از خود تلاوت میں رونا نہ آئے تو بہ تکلف رونے کی سعی کرے۔

۵۔ پس اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

۶۔ قرآن پاک کو رحل، تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے۔

۷۔ تلاوت کے درمیان کسی سے کلام نہ کرے۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہی آجائے تو کلامِ پاک بند کر کے بات کرے۔ اور پھر اس کے بعد اَعُوذُ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے۔

۸۔ اگر مجمع میں لوگ سوتے[۲] یا اپنے اپنے دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہوں تو پھر

---

[۱] حضرت اقدسؒ کو دورانِ تلاوت یہ کیفیات لاحق ہوتی تھیں جیکو سننے والے آواز ہی سے محسوس کر لیتے تھے جب آیت وعد و رحمت تلاوت ہوتی تو فرحت وانبساط اور جب آیت وعید و عذاب پر پہنچتے تو رعشہ ولرزہ اور خوف، حضرت والاؒ کی آواز سے نمایاں ہوتا تھا۔ ۱۲۔ ع۔ ل۔ ر

[۲] حضرت اقدسؒ اس کا خصوصیت سے خیال فرماتے، گھر میں اس کا اہتمام یوں فرماتے کہ تہجد کے لیے جو وقت بچوں کے اٹھنے کا مقرر کیا ہوا تھا اس وقت تک تلاوت آہستہ فرماتے اور جب گھر کے سب بچے تہجد کے لئے اٹھائے جاتے اور وہ تیاری کرتے تو اس دوران اور اس کے بعد آپ کی تلاوت آواز سے ہوتی تھی۔ ۱۲۔ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ خیر المدارس ملتان

آہستہ پڑھنا افضل ہے، ورنہ آواز سے پڑھنا افضل واولیٰ ہے۔

۹۔ کلامِ پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔

۱۰۔ حق تعالیٰ کی عُلوشان اور رفعت وکبریائی کو دل میں رکھے، جس کا کلام ہے

۱۱۔ دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے۔

۱۲۔ معانی میں غور وفکر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اسی آیت کو پڑھتے گذار دی:۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○	اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کی مغفرت فرمادے تو تُو عزت و حکمت والا ہے!

سعید بن جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات اس آیت کو پڑھتے پڑھتے صُبح کر دی:۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○	او مجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبرداروں سے الگ ہوجاؤ!

۱۳۔ اگر آیتِ رحمت زبان پر ہے تو دل سُرورِ محض بن جائے اور آیتِ عذاب اگر آگئی ہے تو دل لرز جائے۔

۱۴۔ کانوں کو اس درجہ متوجہ بنادے کہ گویا حق تعالیٰ کلام فرمارہے ہیں۔ اور یہ سُن رہا ہے۔

۱۵۔ تجوید کی پوری رعایت رکھتے ہوئے بلا تکلّف خوش الحانی سے

پڑھے کہ خوش الحانی[1] سے کلام پاک پڑھنے کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے (فضائل قرآن) حق تعالیٰ سبحانہٗ ہم سب کو ایسی تلاوت نصیب فرمائے جس میں ان کی رضا ہو اور ریاؤ سمعہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

قرآن مجید تجوید کیساتھ پڑھنا فرضِ عین ہے

واضح ہو کہ قرآن مجید خواہ حفظ پڑھا جاوے یا ناظرہ، تھوڑا پڑھا جاوے یا زیادہ۔ مجمع میں پڑھا جاوے یا اکیلے، نماز میں اس کی تلاوت کی جاوے یا اس سے خارج تحقیقاً پڑھا جاوے یا حدرًا، ترتیلاً قراءۃ کی جائے یا تدویرًا بہرصورت تجوید کی رعایت رکھنا فرض ہے۔

بعض حضرات (جن میں چند علماء بھی شامل ہیں) اس کو ایک سرسری اور معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ بلکہ بعض جہلاء کا تو یہ قول سننے میں آیا ہے کہ تجوید و قراءت میں وقت صرف کرنا وقت کا ضائع کرنا ہے اس لئے چند ضروری باتیں ان حضرات کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ٥

ترتیل کا حکم:

۱۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے بواسطۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

[1] حضرت اقدسؒ کی تلاوت بلاشبہ مجوّد، مرتّل، اور بلا تکلف خوش الحان تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کی اقتداء میں تراویح کی نماز ادا کرنے کیلئے مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں کئی حضرات روزانہ بیس بائیس میل سے سفر کر کے آتے تھے۔ ۲۰ عبید اللہ رحیمی

تَرْتِیْلًاo (مزمل ع) میں تمام امت کے لئے حکم صادر فرمایا ہے ۔ کہ وُہ قرآن مجید کو ترتیل و تجوید سے پڑھیں ۔

ترتیل کی حقیقت :-

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی مشہور تفسیر یہ ہے کہ اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ۔ یعنی قرآن مجید کے حروف کو مخارج و صفات سمیت ادا کرنا اور وقفوں کے مواقع اور اس کے قواعد کا علم حاصل کرنا تاکہ وقف بے موقع اور بے قاعدہ نہ ہونے پائے، اس کا نام ترتیل ہے

۲۔ تفسیر احمدیؔ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا ہے ۔ اور اس کو لوگوں پر واجب کر دیا ہے اور فقہ کی کتابیں اس کے بیان سے پُر ہیں ۔

۳۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔ کہ لُغت کی رُو سے ترتیل کے معنی ہیں واضح اور صاف پڑھنا ۔ اور شریعت میں سات چیزوں کی رعایت رکھنے کا نام ترتیل ہے منجملہ ان کے چار یہ ہیں :۔

(ا) ہر حرف کو اس کے مخرج سے صفات سمیت ادا کیا جائے تاکہ ہر حرف کی آواز دوسرے سے بالکل جُدا رہے ۔ اور طا کی جگہ تا اور ضاد کی جگہ ظا ادا نہ ہو اسی طرح دیگر حروف ۔

(۲) تینوں حرکات کو اس طرح صاف ساف ادا کرنا ۔ کہ ایک کی جگہ دوسری

ــــه اس کے مصنف ملا احمد جیونؒ استاذِ شہنشاہ اورنگ زیبؒ ہیں ۔ ۱۲ منہ

کا وہم نہ ہو۔

(۱۶) وقوف کی رعایت کرنا تاکہ وصل و قطع بے موقع ہو کر کلام کے مطلب میں تبدیلی کا وہم نہ ہو۔

(۱۷) تشدید و مد کا اُن کے مواقع پر پورا پورا لحاظ رکھنا۔ کیونکہ ان دونوں سے کلام الٰہی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں بھی مددگار ہوتے ہیں۔

تصحیح حروف کا اہتمام نہ کرنا بے ادبی اور قابلِ لعنت ہے:۔

۴۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ؈	اور کہا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اے میرے رب! میری قوم نے ٹھیرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک !

اس کی تفسیر میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(**تنبیہ**) آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے، تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیحِ قراءت کی طرف توجہ نہ کرنا، اس سے اعراض کرکے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف توجہ ہونا، سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجرانِ قرآن کے تحت ہو سکتی ہیں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں اور حال یہ ہے کہ قرآن شریف ان پر لعنت کرتا ہے۔

ملا علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے جو صحتِ مخرج و حروف

کا خیال نہ رکھنے والوں اور معنی پر عمل نہ کرنے والوں (دونوں) کو شامل ہے۔
(المنح الفکریۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجوید کے ساتھ قرآن پڑھایا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک مرفوع روایت میں مروی ہے کہ آپ (ابن مسعودؓ) ایک شخص کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے۔ اس نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ کو بغیر مد کے پڑھا، تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اس شخص نے دریافت کیا۔ کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کس طرح پڑھایا؟ تو آپ نے یہی آیت پڑھی اور لِلْفُقَرَآءِ پر مد کیا۔ (رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر)

پس جب ایک شخص کو مد چھوڑنے پر حضرت ابنِ مسعودؓ فرما رہے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح پڑھایا ہوا نہیں ہے تو جو لوگ حروف کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور ان کی تصحیح کو ایک امرِ زائد خیال کرتے ہیں، اُن کے لئے غور کا مقام ہے کہ ایسا پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھایا ہوا کیسے ہوسکتا ہے فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اللہ تعالیٰ نے تجوید کے ساتھ نازل فرمایا۔

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ قرآن کو اس طرح پڑھا جاوے جس طرح وہ نازل ہوا ہے (صحیح ابن خزیمہ)

۸۔ محقق جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ   مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

یعنی قرآن شریف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ جس شخص نے قرآن شریف کو تجوید (تصحیح) کے ساتھ نہ پڑھا وہ گنہگار ہے (مقدمہ جزریہ)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ تجوید کا ترک حرام ہے کیونکہ حرام وہ فعل ہے جس کے کرنے پر عذاب اور اس کے ترک پر ثواب ہوتا ہے اور پھر تجوید کے واجب اور ضروری ہونے کی دلیل فرماتے ہیں۔

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا   وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَیْنَا وَصَلَا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجوید ہی کے ساتھ قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے (یعنی جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح عمدگی کے ساتھ پڑھ کر سنایا ہے) پس جو تلاوت تجوید کے خلاف ہوگی وہ قرآن کی تلاوت نہ ہوگی کیونکہ قرآن تو تجوید ہی کے ساتھ اترا ہے (درۃ الفرید) اور ہمارے شیوخ سے ہمیں اسی طرح (تجوید ہی کے ساتھ) پہنچا ہے (مقدمہ جزریہ)

جب تلاوت تجوید کے خلاف ہو تو وہ قرآن نہ ہوگا۔

۱۰۔ ایک دفعہ آپ رحمہ اللہ سے فتویٰ لیا گیا۔ کہ اگر کوئی معلم قرآن تجوید کے ساتھ قرآن نہ پڑھائے تو کیا وہ تنخواہ پانے کا مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو تنخواہ لینے کا کوئی حق نہیں۔

۱۱۔ ایک بار فرمایا کہ اگر ایک شخص بغیر تجوید کے قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور دوسرا شخص سن کر قسم کھا کر کہے کہ یہ قرآن مجید نہیں پڑھ رہا ہے تو وہ شخص اپنی قسم میں سچا ہے اور اس نے یہ قسم درست کھائی ہے۔

ـــــــ محقق جزری ؒ مراد ہیں۔ عبید اللہ رحیمی عفی عنہ

۱۱۔ جو اپنی قراءت کے قواعد کا خیال نہ رکھے وہ اپنی اس نافرمانی کے سبب گنہگار ہے (الحواشی الازہریہ للجزریہ)

۱۲۔ ہر ایک حرف اپنے مخرج اور اپنی صفت کے ذریعہ زیادتی اور کمی سے محفوظ رہتا ہے اور جب حروف کو ان دونوں کسوٹیوں پر پرکھتے ہیں تو اس کا صحیح اور غلط ہونا واضح ہو جاتا ہے (شرح شاطبی لملا علی قاریؒ) پس ان کے لازم اور ضروری ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

۱۳۔ جب کسی حرف کو اس کے مخرج کے سوا کسی اور مخرج سے نکالتے ہیں تو اس کی ادا میں (کچھ نہ کچھ) تغیر ضرور آجاتا ہے اور صفات حروف کی وہ طبیعتیں ہیں۔ جن پر حق تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے (رعایہ لابی محمد مکیؒ) لہٰذا ان کی رعایت از حد ضروری ہے۔

نماز کے علاوہ تلاوت ہو تو بھی باتجوید ہونا فرض ہے۔

۱۴۔ یہ بھی فرض عین ہے کہ قرآن شریف کا جو حصہ نماز سے باہر بھی پڑھے اس کو بھی حتی الامکان صحیح طور پر پڑھے۔ پس حروف کی تجوید کا خیال رکھے کہ ان کو ان کے مخارج سے نکالے اور ان کی صفات کو ادا کرے۔ اور حرکات کو بھی صحیح ادا کرنے کی کوشش کرے اور جو حروف کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہ ہو، اس پر فرض ہے کہ رات کی ساعتوں اور دن کے حصوں میں (اکثر اوقات) حروف کے صحیح کرنے میں محنت کرتا رہے پس اگر کسی کو کوشش کے باوجود بھی حروف کی درستی میسر نہ آئے تو وہ اس بارے میں معذور ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے

اپنی طاقت بھر کوشش خرچ کر ڈالی (قطبُ الارشاد)

۱۵۔ تجوید کا فرض ہونا ان فرائض میں سے نہیں جو نماز کے ساتھ مخصوص ہیں (یعنی یہ نہیں کہ نماز میں تو قرآن کا تجوید سے پڑھنا فرض ہو اور نماز سے الگ فرض نہ ہو) بلکہ تلاوت کا مستقل فرض ہے کہ خواہ نماز میں پڑھے خواہ باہر، ہر حال میں تجوید سے پڑھنا ضروری ہے (قطبُ الارشاد)

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کو تجوید کی پوری پوری رعایت کے ساتھ جیسا کہ حق تعالیٰ کو پسند ہے، پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے خلاف پڑھنا حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے جس کی برداشت کی کسی بڑے سے بڑے میں بھی ہمت و طاقت نہیں۔ اور بفرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تجوید کے خلاف پڑھنے والے پر قرآن مجید لعنت کرتا ہے۔ نیز ایسا پڑھنا آپؐ کے پڑھائے ہوئے کے بھی خلاف ہے اور بقول محققؒ علیہ الرحمۃ اس کو قرآن ہی نہ کہا جائے گا۔ اور بہت سے اکابر فرماتے ہیں کہ ایسا پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔ اعاذنا اللہ منہما۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے تمام آداب کے ساتھ پڑھنے کی مجھے بھی توفیق مرحمت فرمائیں اور آپ کو بھی۔ آمین۔

طریقۂ تعلیم و حفظِ قرآن مجید

صِفاتِ اُستاذ

استاذ کے لئے شرط یہ ہے کہ اس میں یہ صفات ہوں :-

[1] مسلم ہو۔ [2] عاقل ہو۔ [3] بالغ ہو۔ [4] اعتماد کے قابل ہو۔ [5] مامون ہو کہ اس کی طرف سے بد دینی کا اندیشہ نہ ہو۔ [6] ضابط ہو کہ جو کچھ اساتذہ سے پڑھا ہے اس کو صحیح طور پر یاد رکھتا ہو۔ [7] فاسق فاجر نہ ہو کہ علانیہ شریعت کے خلاف کام کرتا ہو [8] کمینوں اور کم ہمتوں جیسے کام نہ کرتا ہو۔ نیز استاذِ قراءت پر واجب ہے کہ [9] خالص حق تعالیٰ کی رضا کی نیت سے پڑھائے اور دنیوی اغراض میں سے کسی غرض کا طالب نہ ہو۔ اگرچہ متاخرین فقہاء نے فی زمانہ تنخواہ لینے کی اجازت دی ہے مگر محض اسی نیت سے نہ پڑھائے۔ کہ مجھے تنخواہ ملے گی۔ اور حق تو کی رضا مقصود نہ ہو، یا یہ کہ لوگ میری تعریف کریں گے یا ان کے دلوں پر میرا سکہ بیٹھ جائے گا۔ اور وہ میری عزت کریں گے۔ [10] دنیا کی طرف زیادہ رغبت نہ رکھے اور دنیا کے مال و دولت سے اور دنیا داروں سے بے پرواہ رہے۔ [11] سخاوت بُردباری۔ صبر۔ شریفانہ اخلاق اختیار کرے۔ [12] لوگوں کے ساتھ کشادہ روئی سے پیش آئے۔ لیکن اس قدر نہ ہو کہ ہنسی اور ٹھٹھے کی حد تک پہنچ جائے۔ [13] تقویٰ اور عاجزی اور خشوع و خضوع اختیار کرے۔ [14] اپنے نفس کو ریا اور حسد۔ کینہ اور غیبت سے پاک رکھے۔ [15] کسی کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ مرتبے میں اس سے کم ہی

ف حضرت اقدسؒ نے تنخواہ کو کبھی پیش نظر نہیں رکھا جب حضرت والا کی تنخواہ خیر المدارس میں ڈیڑھ صد روپیہ ماہانہ تھی۔ ان دنوں دوسری جگہ سے چھ صد روپے کی پیش کش ہوئی۔ اسی طرح ایک اور موقعہ پر دوسری جگہ سے تین ہزار کی پیشکش ہوئی لیکن حضرت والا تنخواہ کی خاطر جگہ بدلنے پر آمادہ نہ ہوئے اور اس پیشکش کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اپنے عزیز مدرسین کو بھی فرمایا کرتے، کبھی زیادہ تنخواہ کی خاطر پڑھانے کی جگہ ہرگز ہرگز نہ بدلیں۔ کامیابی نہیں ہوگی ۔۱۲ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

کیوں نہ ہو۔ اور خود پسندی[16] سے بھی پرہیز کرے مگر اس سے بہت کم لوگ محفوظ رہتے ہیں[17]۔ اپنی نظر کی بھی حفاظت کرے کہ بلا ضرورت اِدھر اُدھر نہ دیکھے[18]۔ ہاتھوں سے فضول حرکت نہ کرے[19]۔ بغلوں کی بدبو بھی دور کرے[20]۔ بدبودار چیزوں کے استعمال سے بچے۔ اور اگر میسّر[21] ہو تو خوشبو بھی لگائے۔ صورت[22] بھی شرع کے موافق رکھے یعنی مونچھیں اور ناخن کترے اور داڑھی میں کنگھا کرے[23]۔ تمام اعضاء کو ساکن رکھے۔ اپنی ہیئت[24] بھی خوبصورت بنائے اور کپڑے صاف ستھرے رکھے[25]۔ ناجائز لباس سے پرہیز کرے اور اس لباس سے بھی پرہیز کرے جو اساتذہ کی شان کے لائق نہیں۔ تمام حالات[26] میں ظاہر و باطن دونوں سے حق تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہے اور اسی پر بھروسہ رکھے۔ یہ خواہش[27] نہ کرے کہ میرے پاس لوگ کثرت سے آئیں تاکہ مجلس بارونق رہے۔ جب درس گاہ[28] میں پہنچے تو دو رکعت نفل پڑھے۔ اور اگر مسجد میں بیٹھ کر پڑھاتا ہو تو ان نفلوں کا اور بھی زیادہ خیال رکھے، لیکن تنخواہ دار کے لئے مسجد میں بیٹھ کر پڑھانا مکروہ ہے۔ یہ بھی مستحب[29] ہے کہ بیٹھنے کے لئے کشادہ جگہ اختیار کرے تاکہ سب شاگردوں کے لئے کافی ہو جائے۔ شاگردوں[30] کے ساتھ خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آئے۔ سب[31] کا برابر خیال رکھے البتہ ان میں اگر کوئی مسافر ہو یا سمجھ اور قابلیت[32] زیادہ رکھتا ہو تو اس کو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں جو پہلے آیا ہو اس کو سب سے پہلے اور بعد والے کو اس کے بعد پڑھائے۔ ہاں اگر پہلے آنے والا دوسرے کو خوشی سے اجازت دیدے تو اس کو پڑھانے میں کچھ حرج نہیں۔ جو شخص[33] تعظیم و اکرام کے لائق ہو، فاضل طلباء میں سے ہو، یا اور لوگوں میں سے،

اگر استاذ اس کے آنے پر کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ استاذ کو چاہیئے کہ شاگردوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور عزت و خیر خواہی کا برتاؤ رکھے۔ جو چیزیں ان کے لئے مفید ہوں۔ ان پر آگاہ کرتا رہے۔ اُن کے آنے پر مرحبا کہے اور خوشی ظاہر کرے اور ان کی دلجوئی کرتا رہے۔ اور مہربانی سے پیش آئے۔ قرآن کی قراءۃ اور تمام شرعی علوم میں مشغول رہنے کی فضیلت بھی سناتا رہے تاکہ ان کا شوق روز بروز بڑھتا چلا جائے۔ دُنیا سے کم رغبتی کی عادت ڈالے۔ دنیا کا فانی اور بے حقیقت ہونا بتاتا رہے تاکہ ناپائیدار زندگی پر بھروسہ کر کے آخرت سے غافل نہ ہو جائیں۔ اگر کوئی شاگرد کسی اور معتبر استاذ سے بھی پڑھنا چاہے جس سے اس کو نفع پہنچنے کی امید ہو تو اس کو خوشی سے اجازت دے دے اور یہ خیال نہ کرے کہ جب یہ دوسرے سے پڑھے گا تو اس کے دل میں میری وقعت نہیں رہے گی۔ یا دوسرے استاذ کو مجھ سے بڑھ کر سمجھنے لگے گا۔ ان کے ساتھ بڑا اور اونچا بن کر نہ رہے بلکہ تواضع کا معاملہ رکھے تاکہ جو بات پوچھنے کی ہو بے تکلف پوچھ سکیں۔ جو بھلائیاں اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی ان کے لئے بھی پسند کرے اور جن چیزوں کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا، ان کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ اگر ایسے نیت میں کچھ خرابی معلوم ہو تو اس سے تعلیم کو بند نہ کرے بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کی نیت درست کرنے کی کوشش کرے۔ راستہ میں چلتے ہوئے پڑھانا بھی

ے حضرت اقدسؒ اس معاملہ میں بہت ہی فراخدل تھے۔ اگر کسی شاگرد کو ایک عام استاذ کے پاس بھی پڑھنے سے فائدہ پہونچنے کی امید ہوتی۔ تو از خود اس کو اس استاذ کے پاس داخل فرمادیتے ساتھ ہی یہ فرماتے کہ میرے پاس تو چل نہیں سکا۔ کسی قابل آپ کے پاس ہی ہو جائے ۱۲۔ عبید اللہ رحیمی عفی عنہ خیر المدارس ملتان۔

جائز ہے گو بعض حضرات نے اس کو معیوب سمجھا ہے مگر اس پر فتویٰ نہیں۔ لیکن قرآن کھول کر نہ پڑھے کیونکہ راستہ چلتے لوگوں کی پیٹھ ہوگی۔ البتہ حفظ پڑھنے اور پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ قرآن مجید کی تعظیم کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ جو شاگرد اس لائق ہو جائے کہ اس کو پڑھانے کی اجازت دے دی جائے تو کچھ مال وغیرہ حاصل کرنے کی لالچ سے اجازت دینے میں دیر نہ کرے۔ کیونکہ اجازت کوئی قیمت کی چیز نہیں جس کو مال کے بدلے بیچا جائے ؎

صفاتِ شاگرد ؎

شاگرد کے لئے ضروری ہے کہ ذیل کی باتوں کا لحاظ رکھے:۔

(۱) جو چیزیں علم کی طرف پوری طرح متوجہ ہونے سے روکتی ہوں، اُن کو دُور کرنے کی کوشش کرے (۲) نیت خالص رکھے (۳) جوانی کے اوقات کو غنیمت جان کر ان میں علم حاصل کرنے کی کوشش کرے (۴) گو مسائل کا لکھ لینا بھی مفید ہے لیکن اس پر اعتماد کر کے بے فکر نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ طالب علم کے لئے بڑی آفت ہے (۵) اگر کسی کو کوئی علمی اور کام کی بات معلوم ہو تو اس سے پوچھنے میں عار اور تکبر نہ کرے (۶) استاذ ایسے شخص کو بنائے جو علمی معلومات اور استعداد اور دینداری میں کمال رکھتا ہو۔ اور جو شرطیں اوپر معلم کے آداب میں بیان ہوئی ہیں، اس میں وہ سب یا اکثر پائی جاتی ہوں (۷) اپنے دل کو گناہوں کی ظلمتوں اور دُنیاوی تعلقات سے پاک رکھے تاکہ اس میں

؎ حضرت اقدسؒ میں یہ تمام صفاتِ کمال بدرجۂ اتم موجود تھیں، جن کو حضرت والاؒ سے شرفِ تلمذ یا خدمت میں رہنے کا موقع ملا وہ اس کو بخوبی جانتے ہیں ۱۲ ع۔ ل۔ ر

قرآن کے قبول کرنے اور اس کے حفظ کرنے اور اس کے معانی اور مطالب سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو (۸) علم سیکھنے کے لئے ہر وقت حریص اور بے صبر بنا رہے لیکن طاقت سے زیادہ محنت نہ کرے (۹) جو قرأت اور مسائل پڑھ چکا ہے، پوری پابندی کے ساتھ ان کی حفاظت رکھے (۱۰) اگر ساتھیوں میں سے کسی کو حقتعالیٰ نے کوئی فضیلت عطا فرمائی ہو تو اس کی وجہ سے اس سے حسد نہ رکھے۔ بلکہ اس کی فضیلت کا اقرار کرے اور اس پر اس کی تعریف بھی کیا کرے۔

اپنے استاذ کے ساتھ ذیل کی باتوں کا لحاظ رکھے لہ

(۱) اس کے ساتھ ادب اور احترام و تعظیم سے پیش آئے (۲) اس کے سامنے عاجز بن کر رہے۔ اگرچہ وہ شہرت اور نسب اور نیک بختی میں اس سے کمتر ہی ہو اور عمر میں اس سے چھوٹا ہو (۳) جو بات اور جو حرکت کرے سوچ سمجھ کر کرے بچوں کی طرح بے پرواہی اختیار نہ کرے (۴) اگر وہ کھڑا ہو تو اس کا کپڑا نہ پکڑے (۵) جب اس کو تکان ہو، اس وقت تنگ نہ کرے (۶) اس کی صحبت سے کبھی سیر نہ ہو۔ اگر زیادہ دیر تک صحبت میسر آئے تو اس کو غنیمت سمجھے (۷) اس کا تابعدار رہے (۸) اپنے تمام معاملات میں اس سے مشورہ لیتا رہے سلہ (۹) اس کی مجلس میں شاگردوں کی طرح بیٹھے۔ نہ کہ استاذوں کی طرح۔ نیز کسی اور کے ساتھ

لہ حضرت اقدسؒ نے جتنی باتیں اس عنوان کے تحت ذکر فرمائی ہیں۔ آپ خود اپنے اساتذہ کے ساتھ ان باتوں کا لحاظ کرنے میں اپنی مثال آپ تھے ۱۲ ع۔ ل۔ ر

سلہ حضرت اقدسؒ اپنے تمام اہم معاملات میں اپنے استاذ کامل شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ سے مشورہ فرماتے تھے حتیٰ کہ اپنے بچوں کی شادیاں بھی حضرت الاستاذؒ کے مشورہ سے طے فرمائی تھیں ۱۲ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ حال معتیم خیر المدارس ملتان

ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے بات نہ کرے (۱۰) اس کی بابت یہ اعتقاد رکھے۔ کہ یہ استعداد اور قابلیت میں اپنے زمانہ کے تمام شیوخ سے افضل ہے۔ میرے حق میں زیادہ نافع ہے[۵] (۱۱) اس کی خوشنودی کو اپنی خوشنودی پر مقدم سمجھے۔ اگر وہ کسی جگہ خاص ضرورت سے گیا ہو تو وہاں اس کے پاس اجازت کے بغیر نہ جائے (۱۲) اس کا بھید کسی پر ظاہر نہ کرے (۱۳) اس کے سامنے اس کے ہمعصروں میں سے کسی کا ذکر نہ کرے۔ اور یہ نہ کہے کہ فلاں شخص آپ کی تحقیق کے خلاف اس طرح کہتا ہے (۱۴) اگر کوئی استاذ کی غیبت کرنے لگے تو اس کی تردید کر دے اور اس کو روک دے۔ اگر یہ نہ کر سکے، تو اس مجلس سے اٹھ کر چلا جائے (۱۵) جب شیخ کی درس گاہ میں پہنچے تو حاضرین کو السلام علیکم کہے اور (۱۶) شیخ کے ساتھ زیادہ تعظیم سے پیش آئے اور جاتے وقت بھی استاذ اور حاضرین سب کو سلام کرے (۱۷) لوگوں کی گردنوں پر سے پھاند کر نہ جائے۔ بلکہ مجلس میں جہاں بھی جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ ہاں اگر شیخ خود یا اس کے ساتھی ایثار کر کے آگے بڑھنے کی اجازت دے دیں تو مضائقہ نہیں اور کسی کو اس کی جگہ سے

---

[۵] حضرت والا کا اپنے اساتذۂ کرام کے ساتھ سلوک اس کے بالکل عین مطابق تھا حضرت اقدسؒ اپنے استاذ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ اور اپنے شیخ طریقت حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ (متوفی یکم شعبان ۱۴۰۲ھ) کے متعلق بارہا یہ فرماتے تھے۔ کہ اس زمانہ میں ان دو ہستیوں جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ حضرت والاؒ انہی دونوں شیوخ سے مجاز بیعت بھی ہوئے تھے۔ حضرت الاستاذؒ نے ۱۳۹۶ھ میں اور شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیثؒ نے ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ بمقام مدینہ طیبہ میں آپ کو چاروں سلسلہ میں مجاز بیعت فرمایا۔ ۱۲ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ حال مقیم خیر المدارس ملتان۔

نہ اٹھائے اور کوئی خود ہی ایثار کر کے اپنی جگہ دینا چاہے تو اس کو تین حالتوں میں قبول کرے (۱) شیخ کا بھی یہی حکم ہو (۲) اس کے وہاں بیٹھنے سے حاضرین کو کچھ فائدہ پہنچتا ہو (۳) اس ایثار والے کو قسم دے کہ آیا وہ اس میں خوش بھی ہے! (۱۸) حلقہ کے بیچ میں بھی نہ بیٹھے مگر ضرورت کے وقت مضائقہ نہیں (۱۹) دو آدمیوں کے درمیان بھی ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے (۲۰) اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور جو لوگ شیخ کی مجلس میں حاضر ہوں، ان کے ساتھ مجلس کے آداب کا لحاظ رکھے (۲۱) پڑھنے اور بات کرنے میں آواز کو زیادہ بلند بھی نہ کرے (۲۲) ضرورت کے بغیر زیادہ باتیں نہ کرے (۲۳) دائیں بائیں بھی نہ دیکھے بلکہ شیخ کی طرف متوجہ رہے اور اس کی تقریر کو غور سے سنے (۲۴) شیخ کے سامنے نہ تو کسی کی غیبت کرے، نہ اس کی مجلس میں کسی سے مشورہ کرے (۲۵) جب یہ دیکھے کہ شیخ کسی کام میں مشغول ہے یا تکان اور غم اور تشویش اور بھوک اور پیاس اور نیند کی حالت یا ان کے سوا کوئی اور ضرورت درپیش ہے تو اسوقت سبق نہ پڑھے کیونکہ اس صورت میں پڑھانے سے شیخ کو بہت تکلیف ہوگی پوری حضوری اور خوش دلی سے نہیں پڑھا سکے گا (۲۶) اگر اس کی طرف سے کوئی ناگواری یا بدخلقی کی بات پیش آئے تو اسے بھی برداشت کرے، یہ نہ ہو کہ اس کے سبب اس کی صحبت ترک کر دے یا اس کے کمال کا معتقد نہ رہے (۲۷) اگر یہ دیکھے کہ شیخ کسی کام میں مشغول ہے یا سو رہا ہے تو چاہے اس کے فارغ ہوتے اور جاگتے تک منتظر رہے اور چاہے لوٹ جائے (۲۸) اگر شیخ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرے اور سبق ناغہ کرے ہاں اگر شیخ کی عادت یہ ہو کہ وہ ایک خاص وقت

ہی میں پڑھاتا ہو تو نافہ میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ مجبوری کی بنا پر ہے (۲۹) اگر تلاوت کرتے وقت اس کا شیخ یا کوئی ایسا شخص آجائے جو کسی طرح کی فضیلت یا بزرگی رکھتا ہو، مثلاً عالم ہو، نیک بخت ہو یا عمر میں اس سے بڑا ہو، یا اسلامی حاکم ہو، یا کوئی اور دینی فضیلت رکھتا ہو تو اس کی تعظیم کے لئے بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور نووی نے اس کو مستحب بتایا ہے لیکن یہ شرط لگائی ہے۔ کہ تعظیم کی غرض سے ہو۔ ریا کے طور پر نہ ہو۔

ذکر اللہ کی نیت۔ استاذ کو چاہیئے کہ تعلیم کے لئے بیٹھتے وقت روزانہ ذکر کی نیت کیا کرے و نیز یہ کہ میں صرف حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے اس کام میں لگتا ہوں۔ انشاء اللہ اس نیت سے خوب برکت ہوگی۔ اور کام دلچسپی و محبت اور آسانی کے ساتھ ہوگا۔ یہ میرے شیخ طریقت[۲] نور اللہ مرقدہٗ کی مجھ حقیر و ناچیز کو فرمائی ہوئی نہایت ہی مفید اور ضروری نصیحت ہے

[۱] درسگاہ میں پڑھائی شروع کرنے سے قبل بچوں سے سورہ یٰسین پڑھوا کر اپنے اپنے سلسلہ کے جملہ اساتذۂ قرآن بالخصوص حضرات شیخین (امام القراء حضرت قاری فتح محمد صاحب اور مقرئ وقت استاذ القراء حضرت قاری رحیم بخش نور اللہ مرقدہما) کو ایصالِ ثواب اور رفعِ درجات کے لئے دعاء کیا کریں بعض مدرسین نے حضرت اقدس رح کی حیات ہی میں اس عمل کو اپنی اپنی درسگاہ میں شروع کر دیا تھا حضرت والا نے اس کو بہت پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ عمل موجبِ ثواب ہی نہیں بلکہ باعثِ خیر و برکت بھی ہے۔ ۱۲۔ ع۔ ل۔ ر

[۲] اس سے مراد حضرت مولانا عبد القادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت والد صاحب رح نے اوّلاً بیعت طریقت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح کے دستِ اقدس پر کی۔ حضرت مدنی رح کے وصال کے بعد قطب الوقت حضرت مولانا عبد القادر رائپوری رح سے یہ تعلق قائم فرمایا تھا۔ ۱۲۔ جمیل اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ حال مقیم خیر المدارس ملتان۔

بحمدہٖ تعالیٰ میں اس نیت کی بے انتہا برکات محسوس کرتا ہوں۔
اللہ جل شانہٗ مجھ حقیر و ناچیز کو بھی ہمیشہ اس کی توفیق نصیب فرمائے
اور آپ کو بھی۔ آمین ثم آمین۔

قاعدہ پڑھانے کے آداب

(الف) محبت اور پیار کے ساتھ پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ٥
پڑھائیں۔ پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی کو ایک ایک
حرف پر رکھوائیں اور تھوڑا تھوڑا سبق پڑھایا کریں۔

ھدایت:۔ تحمل مزاجی، خوش خلقی، بردباری، قناعت، صبر و شکر
اور عمدہ عادتوں کو شعار بنائیں اور خود غرضی، لالچ، تند خوئی اور ترش
روئی کے قریب بھی مت جائیں۔

(ب) قاعدہ پڑھاتے وقت اساتذہ کو چاہیے کہ نورانی قاعدہ میں لکھے ہوئے
طریقۂ تعلیم کا ضرور مطالعہ فرمایا کریں۔ ؎

(ج) بچوں کو قاعدہ ہی میں حروف کی خوب مشق کرانا اور ادائیگی و شناخت'
دونوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

؎ طریقۂ تعلیم بعض قاعدوں میں درج ہے۔ بعض میں نہیں۔ جن میں درج ہے ان میں بعض باتیں ہیں بعض نہیں جس سے ابتدائی مدرسین کو الجھن ہوتی ہے۔ حضرت اقدس رح کے منشاء کے مطابق قاعدہ پڑھانے کے طریقہ کی مکمل تفصیل افادۂ عام کی خاطر ضمیمہ میں درج کر دی گئی ہے۔ احقر عبیداللہ رحیمی عفی عنہ مقیم خیرالمدارس ملتان

(د) حرکات کے تلفظ کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ بچہ کی طرف پوری طرح متوجہ رہتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ سنا جائے۔ بعض بچے کھڑے پڑے کا خیال نہیں رکھتے جس سے بعد میں مشکل واقع ہوتی ہے۔

قاعدہ سے فراغت کے بعد پہلے پوری نماز اور خاص خاص دعائیں یاد کرائیں بہتر یہ ہے کہ نماز حنفی (مؤلفہ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ) کو ازبر یاد کرادیں[1] اور اس کو یاد کراتے وقت ہجا کی طرف خاص توجہ رکھیں۔ اور اس کے بعد پارہ شروع کرائیں۔

جب پارہ[2] شروع ہو،

۱۔ (الف) بہتر یہ ہے کہ آخر کی طرف سے پارہ شروع کرایا جائے۔ ایک تو اس لئے کہ عموماً نماز میں آخری سورتیں ہی پڑھی جاتی ہیں، دوسرے بچوں کو ہر سورت کے ختم پر خوشی ہوگی اور ان کا دل بڑھے گا۔ جس سے شوق میں ترقی ہوگی۔ علامہ نوویؒ نے بھی آداب القرآن میں آخر ہی کی طرف سے شروع کرانے کو بہتر فرمایا ہے لیکن تمام آموختہ قرآنی ترتیب کے مطابق سُنا جائے۔

---

[1] چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچہ جب سات سال کا ہو جاوے تو اس کو نماز کا حکم کرو اس لئے ضروری ہے کہ بچہ کو نماز کی تعلیم بھی دی جائے اس لئے حضرت اقدسؒ نے لکھا ہے کہ نماز ازبر یاد کرائیں لیکن بعض حضرات نماز حنفی ہی پر طلبہ کا پورا سال لگوا دیتے ہیں اتنا زیادہ وقت بچوں کا نماز ہی پر لگوا دینا ہرگز مناسب نہیں جتنا جلد ممکن ہو۔ نماز یاد کرا کر سپارہ شروع کرائیں ۱۲۔ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ۔

[2] پارہ شروع ہونے پر ایک پارہ تک یا کم از کم نصف پارہ تک سبق بچے ہی سے بجائے (رجوع) کے ساتھ نکلوائیں جہاں نہ آئے قدرے توقف کے بعد بتا دیں (بقیہ حاشیہ ص ۵۰ پر)

(ب) پارہ شروع ہونے کے بعد اگر بچہ پوری طرح خود مطالعہ کر کے نہ لا سکے تو ضروری ہے کہ ہجّوں کی طرف بھی توجہ باقی رہے۔ تکاسُل کی بنا پر اکثر اساتذہ ہجے ترک کر دیتے ہیں جو نقصان دہ اور باعثِ مشکلات ہوتا ہے۔

۲۔ شروع ہی میں ایسے حرُوف کی ادائیگی کا خاص خیال رکھا جائے جن کی آوازیں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ جیسے تا و طا۔ ثا و سین۔ حا و ہا۔ ذال و زا۔ سین و صاد۔ ضاد و ظا۔ قاف و کاف۔ ہمزہ و عین وغیرہ اور اظہار و اخفا۔ تفخیم و ترقیق۔ تحقیق و تسہیل اور حروف مدہ کے بڑھاؤ اور باقی کے گھٹاؤ کا بھی از حد خیال رکھا جائے۔

حفظ والوں کے لئے خصوصی مشورے

بہتر تو تمام مدرسین کے لئے یہی ہے کہ ایک ایک بچہ کا سنا کریں کہ اس سے تلفظ و حرکات کی غلطی سے حفاظت رہتی ہے۔ البتہ اگر کوئی ماہر

(متعلقہ ط۴۹) بشرطیکہ وہ کلمہ قاعدہ میں پڑھا ہوا نہ ہو۔ اگر قاعدہ میں ہو تو اس کو قاعدہ سے دکھلا کر پڑھنے کو کہیں ۲ بچہ کا پوری آیت ہجاء کے ساتھ نکالنے پر استاذ صاحب اسی آیت کو بغیر ہجاء کے رواں قواعد و تجوید کے ساتھ بلند اور صاف آواز سے کہلوائیں پھر غور سے سنیں کہ کہیں غلطی نہ کرے۔ کوشش یہی کریں کہ بچہ از خود آگے سبق نکال سکے اگر بچہ خود مطالعہ نکالنے پر قادر نہ ہو تو وہ گرانی محسوس کرتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ پڑھنے سے بھاگنے لگتا ہے اسی کو حضرت والا نے نقصان دہ اور باعث مشکلات فرمایا ہے ۱۲ احقر عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

ہو۔ اور قرآن پر پوری طرح عبور رکھتا ہو (جو فی زمانہ بہت کم ہوتا ہے) اور ایک طویل زمانہ سے درجہ حفظ میں کام بھی کر رہا ہو۔ چُست طبع ہو، ایسا شخص دو یا زائد بچوں کا مناسب تجویز کے ساتھ سُنے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جس میں اُن میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جاتی ہو اس کے لئے ایسا کرنا تو کسی طرح جائز نہیں۔

اسباق استاذ خود سنے ہر استاذ کے لئے (بغیر کسی استثناء کے) خواہ اسے قرآن مجید کتنا ہی یاد ہو۔ طالب علم کا قرآن پاک ختم ہونے تک سبق[۱] و مطالعہ[۲] اور ختم کے بعد گردان[۳] کا اگلا پارہ پوری یکسوئی و توجہ کیساتھ سُننا[۴] ضروری ہے

سہ سبق، مطالعہ اور گردان کا سبق اساتذہ خود پوری توجہ سے سنیں تاکہ کہیں زیر، زبر وغیرہ کی کوئی غلطی یا ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے کی غلطی نہ رہ جائے۔ اس کے علاوہ درج ذیل آٹھ امور کا خیال بھی رکھیں ۱؎ جن حروف کی آوازیں ملتی جلتی ہیں ان کو صاف صاف اور علیحدہ علیحدہ کراکر پڑھوائیں اس طرح کے حروف کل بارہ ہیں۔

ہ، ح = ء، ع = ق، ک = ط، ت = ذ، ز = ث، س = ۲؎ غنہ اور مد ہرگز نہ چھوٹنے دیں۔ غنہ کرتے وقت نون ساکن و مشدد اور میم ساکن و مشدد سے پہلے حرف کی حرکت کو لمبا ہونے اور اس کے ساتھ مدہ کے پیدا ہونے سے احتیاط کرائیں جیسے مِنْ ذَهَبٍ۔ وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ۔ اِنَّ۔ مِمَّ بے احتیاطی سے مِیْنْ ذَهَبٍ۔ وَلَوْ تَظْلِمْ مِّنْهُ۔ اِیْنَّ۔ مِیْمَّ بن جاتے ہیں جو بہت بڑی غلطی ہے۔ ۳؎ ساکن حرف کے بعد ہمزہ کو صفائی سے ادا کرائیں جیسے قَدْ اَفْلَحَ وغیرہ ۴؎ ذیل کی سولہ[۱۶] صورتوں میں حروف کی صحیح ادائیگی پر خصوصی توجہ دیں (۱) عین، ہا پر تشدید ہو جیسے فَعَّالٌ۔ مُهَّدٰتٌ (۲) ہمزہ، ہا۔ عین، حا چاروں اکیلے اکیلے آرہے ہوں جیسے بِئْسَ۔ هٰذَا۔ عَابِدٌ۔ حَافِظٌ (۳) دو ہمزے جمع ہوں جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ (۴) دو ہا جمع ہوں جیسے جِبَاهُهُمْ۔ وُجُوهُهُمْ (۵) دو عین جمع ہوں۔ جیسے

(باقی صـ۵۲ پر)

اس میں تساہل برتنا بہت بڑی غلطی ہے جس کا ازالہ بے حد مشکل ہے

منزل پڑھوانے کا طریقہ

۱ (الف) جب آموختہ کچھ زائد ہو جائے تو اس میں سے روزانہ ڈیڑھ پارہ یاد کرا کر سنا جائے اور اپنی نگرانی میں چار پارے حفظ منزل پڑھوائی

(متعلقہ ازمث) لَا اُضِیعُ عَمَلَ ۔ فَطُبِعَ عَلٰی ۔ (۶) حا، ھا، ہوں جیسے یُمْزَحْزِحِہٖ ۔ سُبْحٰنَہٗ (۷) ھا، حا، ہوں جیسے قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (۸) عین، حا، ہوں جیسے عَهِدَ (۹) حا، عین ہوں جیسے جُنَاحٌ عَلَیْكُمْ ۔ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ (۱۰) ھا، ہمزہ اور حا، تینوں جمع ہوں جیسے اَللّٰہُ اَحَدٌ (۱۱) ہمزہ، عین، حا، یکجا جمع ہوں جیسے اَلَمْ اَعْهَدْ (۱۲) حرف مدہ، عین ہوں جیسے لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ (۱۳) ظا، تا ہوں جیسے اَوَعَظْتَ (۱۴) ضاد، تا ہوں جیسے اَفَضْتُمْ (۱۵) ضاد، طا ہوں جیسے اُضْطُرَّ (۱۶) ضاد ظا ہوں جیسے یَعَضُّ الظَّالِمُ ۔ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۔ ۵ پُر حرف کو اتنا پُر نہ ہونے دیں کہ زیر، زبر کی طرح ۔ اور زبر پیش کی طرح ہو جائے یا زبر کے بعد والا الف واؤ کی طرح ہو جائے ۶ باریک حرف کو اتنا باریک نہ ہونے دیں جس سے امالہ یا تقلیل ہونے لگے ۷ وقف والا ہمزہ یا عین کسی ساکن کے بعد ہوں تو خیال سے ادا کرائیں جیسے شَیْءٌ سُوْءٌ ۔ جُوْعٌ ۸ حرف مدہ پر وقف میں دو باتوں کا خاص خیال رکھوائیں (۱) مدہ میں ایک الف سے زائد کھنچا وٗ نہ ہو (۲) اس مد کے بعد ہمزہ پیدا نہ ہو مثالیں یہ ہیں ۔ قَالُوْا ۔ مَالَا ۔ فِیْ ۔ وَهَاجًا (ماخوذ از رسالہ تسہیل القواعد مع تغیر قلیل)

خلاصہ یہ کہ سبق وغیرہ سنتے وقت بچہ سے صاف صاف آرام اور آواز سے پڑھوائیں اور ہر ہر لفظ، ہر ہر حرکت، ہر ہر حرف، ہر ہر صفت، غنہ، مد، پُر، باریک، کھڑا، پڑا ان تمام چیزوں میں غور کر کے سنیں ۔ اگر اس میں تساہل برتا تو پھر بے شمار بے جا اغلاط پیدا ہو جائیں گی ۔ اسی کی طرف حضرت اقدس اشارہ فرما رہے ہیں کہ بعد میں ان غلطیوں کا ازالہ بے حد مشکل ہے احقر عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

حال مقیم خیر المدارس ملتان

جائے اور امتحاناً روزانہ اس میں سے چند رکوع سُنے جایا کریں۔ تاکہ بچے دھوکہ نہ دے سکیں۔

غلطی پر مطلع کرنے کا طریقہ:۔

اگر بچہ کسی جگہ بھول جائے یا غلطی کرے تو استاذ کو چاہیئے: کہ زمین پر ہاتھ مار کر یا خود ہاتھ سے یا سر سے اشارہ کردے تاکہ وہ اپنی غلطی کو سمجھ جائے اور جلدی سے نہ بتلادے بلکہ ذرا ٹھیرا رہے کہ اس کو غلطی یاد آجائے اگر اس پر بھی نہ سمجھے تو اس کو غلطی سے آگاہ کردے۔ اس طرح عمل کرنے سے تدبر کا زیادہ موقع ملے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ غلطی ہمیشہ یاد رہے گی۔

آموختہ زیادہ ہوجائے تو اس کے سنبھالنے کا طریقہ:۔

(ب) اور جب آموختہ پندرہ پاروں سے زائد ہوجائے تو منزل میں یہ ترمیم کرلی جائے کہ ایک پارہ تو سبق کے قریب والے پانچ پاروں سے پڑھوالیا کریں اور ۳½ پارے حسبِ سابق تمام پاروں کو پڑھواتے رہیں۔ اور جب نمبر میں وہ ½ ا پارہ واقع ہو جو آج اور کل سنایا جانے والا ہے تو ان تین پاروں کو منزل میں سے چھوڑ کر اس کے بعد والے پارے پڑھوائے جائیں۔ جیسے کسی نے آخر کی طرف سے حفظ شروع کر رکھا ہے اور رُبَمَا تک پہنچ گیا تو استاذ کو چاہیئے کہ ایک پارہ تو رُبَمَا سے قَدْ اَفْلَحَ تک کے پانچ پاروں میں سے ترتیب وار پڑھوایا کریں اور ساڑھے تین پارے اور مقرر کریں جس میں بالترتیب سارے پارے آتے رہیں۔ خواہ یہ پانچ ہوں جو سبق کے قریب ہیں یا دوسرے۔ اور اگر منزل کے پاروں

کے درمیان وہ پارہ آجائے جو آج یا کل سنانا ہے جیسے منزل تو آج قَدْ اَفْلَحَ سے پڑھنی ہے اور پچھلا پارہ (سنایا جانے والا) وَقَالَ الَّذِيْنَ سے ہے۔ تو ۱۸ پارہ آج کا اور ۱۹ کل کا یعنی وَقَالَ الَّذِيْنَ سے اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ تک کے تین پارے درمیان میں سے چھوڑ کر باقی منزل وَمَنْ يَّقْنُتْ سے پوری کرائی جائے۔ اسی طرح ہمیشہ کرتے رہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ تمام پاروں کا یکساں توازن قائم رہتے ہوئے جلدی جلدی نمبر آتا رہے گا

(ج) چلتے پھرتے پڑھنے کی عادت ڈلوائیں:۔

بچوں کو عادت ڈلوائی جائے کہ وہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے منزل پڑھتے رہیں۔ اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ تمام وقت بہترین کام میں صرف ہوگا۔ دوسرے وقت کی بھی بچت ہوگی۔ تیسرے فراغت کے بعد وہ منزل پڑھنے میں وقت بھی محسوس نہ کریں گے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو بغیر پڑھے چین ہی نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مجھے بھی اس طرح پڑھنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ اور تمہیں بھی۔ آمین!

بدشوق بچوں کا علاج:۔

(د) بعض بچے بالکل ہی بدشوق ہوتے ہیں، اپنے طور پر نہ پارہ یاد کرتے ہیں اور نہ منزل پڑھتے ہیں۔ ان کے لئے احقر ایسا کرتا ہے۔ کہ روزانہ چھ سات پاروں کے نشانات اور متشابہات دکھوا کر طلبہ کو سنوا دیتا ہوں اور جتنی غلطیاں آئیں ان کو اسی وقت یاد کرا دیتا ہوں۔

مطالعہ یاد کرنے کا طریقہ

(الف) طالب علم کو چاہیئے کہ ایک آیت یاد کرے اور جب حفظ کہہ سکے۔ تو اتنی بار اس کو کہے کہ بغیر سوچے پوری آیت پڑھ سکے۔ اور اگر کوئی آیت لمبی ہو تو اس کے حصے کر لے۔ اگر ڈیڑھ یا دو سطروں پر وقف کی معتبر علامتوں (م، ط، ج، ز، ص) میں سے کوئی ہو تو اتنی یاد کرے اور اگر کوئی وقف نہ ہو تو جہاں تک ایک سانس میں بے تکلّف پڑھ سکے وہاں تک یاد کر لے اور پھر جب آگے یاد کرنے لگے تو ایک دو کلمے اس یاد کئے ہوئے کے آخر میں سے اعادہ کے طور پر لے لے اور پھر ایک سانس میں جہاں تک بآسانی پڑھ سکے اتنا یاد کرے اور مطالعہ کے آخر تک اسی طرح یاد کرتا چلا جائے۔ جب پورا مطالعہ یاد کر چکے تو پھر شروع سے یاد کرنا شروع کر دے اور ایک آیت کو پوری طرح محفوظ کرے۔ پھر اس سے اگلی آیت کو۔ پھر ان دونوں کو کم از کم دس۱۰ بار کہے۔ پھر تیسری آیت کو یاد کر کے تینوں کو دس۱۰ بار کہے۔ غرض اسی طرح آخر تک ایک ایک آیت یاد کرتا جائے اور مطالعہ کے شروع سے ملاتا جائے اور پھیرے دیتا جائے۔ پھر اسی طرح آخر کی طرف سے ایک ایک آیت کو لیتا جائے اور ہر آیت کے ساتھ ملا کر دس۱۰ دس۱۰ مرتبہ پھیرا دیتا جائے اور شروع مطالعہ تک اسی طرح آجائے اور یہ اس حالت میں ہے کہ مطالعہ رُبع پارہ کا یا پانچواں حصہ یا اس کے قریب ہو۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر مطالعہ کے دو۲ حصے کرے اور ہر حصہ کو اسی طرح یاد کرے۔ جب دونوں

حصے یاد ہو جائیں، تو پہلے نصف کے آخری اور دوسرے نصف کی اوّل آیت (دونوں) کو ملا کر ۲۵ بار کہے۔ اس کے بعد سارے مطالعہ کو متعدد بار کہہ لے۔

سبق یاد کرنے کا بہترین وقت :-

(ب) مطالعہ یاد کرنے کا بہترین وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی زمانہ ہے۔ اس میں بحمدہ تعالیٰ جلدی یاد ہو جاتا ہے۔ اگر رات کو پورا مطالعہ یاد کرنے کے بعد کچھ ہچکچاہٹ باقی ہو اور پوری تسلی کے قابل نہ ہوا ہو تو بالکل فکرمند نہ ہو۔ انشاء اللہ صبح کو بہت جلد سنبھل جائے گا۔ کیونکہ تہجد کے وقت سے سورج نکلنے تک کا عرصہ بھی یاد کرنے کے لئے نہایت عمدہ اور مبارک ہے۔ بزرگوں نے اسی طرح لکھا ہے اور مجھے بھی ایک عرصہ سے اس کا تجربہ ہے۔ پھر صبح کو اگر تہجد کے وقت اٹھنے کی توفیق ہوتی رہے تو نورٌ علیٰ نور، پہلے کم از کم چار رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھے۔ اور دعا مانگے اس کے بعد اسی رات والے مطالعہ کو کم از کم پندرہ مرتبہ کہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بالکل یاد ہو جائے گا سبقی پارہ یاد کرنے کا طریقہ:- پھر اوپر والے مطالعہ کو چند بار کہہ لے۔ پھر آج والے مطالعہ کے ساتھ ملا کر آٹھ پھیرے دے۔ پھر اس سے اوپر والے کے ساتھ ملا کر تینوں کو سات پھیرے دے۔ پھر اس سے اوپر والے کو ملا کر چھ بار۔ غرض آٹھ دن کے مطالعہ جات کو اسی طرح ایک ایک کر کے ملاتا جائے اور پھیرا دیتا جائے۔

اساتذہ کو چاہیئے کہ ہر روز اوپر والے آٹھویں مطالعہ کو چھوڑتے آئیں

اور اگر کسی بچہ کا حافظہ کم ہو تو پھر آٹھویں سبق کے اوپر والے پندرہ اسباق کو ایک بار پھر دلوا کر سن لیا کریں۔ اور جن آیات میں غلطیاں آیا کریں۔ ان کو اسی وقت یا بعد میں یاد کرا دیا کریں

کم عمر اور بدشوق بچوں کا مطالعہ یاد کرانے کی تدبیر:۔ چھوٹے اور بدشوق بچوں کا مطالعہ یا تو اپنے ذمہ لے لیں اور اسی طرح ایک ایک آیت یاد کرا کر سنتے رہیں۔ یا ایسے طلبہ کے سپرد کیا کریں جو ہوشیار اور قابلِ اعتماد ہوں اور ان کا ذہن و حافظہ اچھا ہو اور اپنا کام جلدی کر لیتے ہوں۔ وہ اسی طرح سُن سُن کر یاد کرائیں۔ اس طرح ان شاء اللہ ان کا وقت بھی بالکل ضائع نہ ہوگا اور اساتذہ کو بھی کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی

مطالعہ میں بھی تجوید کا خیال از حد ضروری ہے:۔

(ج) مطالعہ تجوید کی رعایت رکھ کر کہلایا جائے اور آیات متشابہات پر تنبیہ کی جاوے۔ اول تو طلبہ سے پوچھا جائے۔ اور اگر انہیں نہ آئے، تو کچھ دیر انتظار کے بعد خود بتلا دیا جائے تاکہ متشابہات[له] بھی یاد ہوتے جائیں

مطالعہ کی مقدار:۔

(د) مطالعہ کی مقدار میں بچوں کے حافظہ اور صحت کا پورا پورا خیال رکھا جائے بعض مدرسین زیادہ سے زیادہ پڑھانے کی حرص کیا کرتے ہیں، سو ایسا نہ چاہیے اسی طرح بعض بچے کبھی زیادہ پڑھنے کا شوق کیا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں بچوں کے شوق کی رعایت رکھتے ہوئے مناسب مقدار رکھی جاوے کہ

له امید ہے کہ اس بارے میں رسالہ "متشابہات القرآن" کا مطالعہ مفید ہوگا۔ جو مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان شہر سے دستیاب ہو سکتا ہے ۱۲ منہ رح

بچے بغیر تھکاوٹ کے یاد کر کے علی الصبح سنا سکیں، اور آموختہ کو بھی پوری طرح محفوظ رکھ سکیں۔

خلاصہ یہ کہ اتنی مقدار رکھی جاوے کہ جس پر مداومت ہو سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی عمل کو خَیْرُ الْعَمَلِ فرمایا ہے۔

ایک اہم غلطی کی اصلاح

اگر اتفاق سے بچے کو کسی دن مطالعہ یاد نہ ہو سکے تو مقررہ وقت سے آدھ گھنٹہ بعد تک انتظار کیا جائے۔ اگر یاد ہو جائے تو فبہا ورنہ سبق پارہ وغیرہ کا کام کرایا جائے۔ بعض اساتذہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اس بچے سے مطالعہ ضرور ہی یاد کرا کر چھوڑیں گے۔ سو اُن کا یہ فعل قواعدِ تعلیم کے بالکل خلاف ہے ایسا کرنے سے بچے کے دماغ پر غیر معمولی بوجھ ہو جاوے گا۔ نیز دن کو عموماً مطالعہ یاد بھی مشکل سے ہوتا ہے تیسرے اس طرح کرنے سے منزل وغیرہ کا ناغہ ہوگا جس سے اس میں خامی آئے گی اور پھر اس کی تلافی مشکل ہو گی۔ اور مطالعہ کے لئے ایسا کیا جائے کہ آج کا جتنا مطالعہ ہو، اس سے بہت ہی کم مقدار آگے پڑھا کر کہا جائے کہ کل کو سارا ملا کر یاد کر لانا۔ تاکہ اس دن کا بھی حرج واقع نہ ہو۔ اگر ہو سکے تو ہر بچے کا مطالعہ، سبق کا پارہ اور پچھلا پارہ صبح ہی سے سن لیا جایا کرے اور اس کے بعد منزل بھی دوپہر کی رخصت سے پہلے پڑھوالی جایا کرے۔

بظاہر تو یہ مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ایک دفعہ بچوں کو اچھی طرح

پارے یاد کرا دیئے جائیں تو پھر کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اور اس طرح ہمیشہ آموختہ یاد رہے گا اور استاد و شاگرد دونوں کو راحت رہے گی۔ رُبع صدی سے میرا اور میرے اکثر عزیزوں کا عمل اسی طرح ہے۔

گردان کا طریقہ

(الف) جب قرآن مجید ختم ہو جائے یا کوئی بچہ کسی دوسری جگہ سے کچھ پارے پڑھ کر آپ کے پاس آئے اور اس کے پچھلے پارے یاد نہ ہوں، تو جس طرف اس طالب علم کا سبق پہنچا ہو، اسی جانب سے اس طرح گردان کرائیں۔ کہ ایک پاؤ یا کچھ کم یاد کرا کر سننا شروع کر دیں۔ جب تک یہ (سنا ہوا) دو پارے ہوں۔ اس وقت تک سارے کا سارا سنتے رہیں، اس کے بعد دو پارے پیچھے سے اور پاؤ آگے سے سنتے رہیں۔ پانچ پارے ہونے کے بعد اگلے پاؤ کے ساتھ پچھلے دن کا پاؤ بھی سنا جائے دس پارے ہونے کے بعد کچھ دن آگے سے سننا بند کر دیا جاوے۔ اور ان دس میں سے چار چار پارے روزانہ سنے جائیں جب یہ خوب یاد ہو جائیں تو پھر بدستور سابق آگے اور پیچھے سے سنا جاوے بیس پارے ہونے کے بعد کچھ دن آگے سے بند کر دیا جائے اور بیسوں پاروں کو خوب یاد کرائیں۔ اس کے بعد رہے ہوئے دس پاروں کو اسی طرح پورا

ے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنی وفات سے پندرہ برس قبل لکھی تھی آخری وقت تک درس وتدریس میں مشغول رہے۔ اس طرح حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے تجربہ تعلیم کی مدت تقریباً چالیس سال بنتی ہے۔ عبید اللہ رحیم عفا اللہ عنہ

کرائیں پھر جس طرف پہنچ کر یہ گردان ختم ہووے اسی طرف سے دوسری گردان شروع کرائی جاوے۔ اور نصف نصف پارہ سُنا جاوے۔ کچھ پارے ہونے کے بعد دو پارے پیچھے سے اور نصف آگے سے سنیں پندرہ پارے ہونے پر آگے سے بند کردیں اور ان پندرہ کو خوب یاد کرائیں۔ پھر آگے شروع کریں اور ختم ہونے پر چند ماہ کم از کم ۵ پارے روزانہ سُنا کریں اور باقی وقت میں حفظ منزل پڑھواتے رہا کریں انشاء العزیز خوب یاد ہوجائے گا اور تمام عمر آرام سے گزرے گی۔

(ب) البتہ جو طلبہ صحت اور حافظہ کے لحاظ سے کمزور ہوں تو ان سے ان کی استطاعت کے مطابق کام لیں۔

چند ضروری ہدایات

۱۔ کم از کم تین ۳ ماہ ورنہ چھ ۶ ماہ حسبِ مقدارِ خواندگی کچھ یوم سبق بند کرا کر

بچوں پر قبض وبسط کی کیفیات

۔ مدرسین کے لئے حضرتؒ کے مزید، اہم ارشادات:۔

۱۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ حفظ کرنے والے بچوں پر دورانِ حفظ میں اہلِ سلوک صوفیاء کی طرح قبض وبسط دونوں حالتیں آتی ہیں۔ بعض اوقات بچہ سبق بہت جلد یاد کر لیتا ہے دوسرے وقت باوجود محنت کے یاد نہیں کر سکتا، بعض دفعہ یہ حالتِ قبض کئی کئی دن بلکہ کئی کئی مہینے رہتی ہے۔ ایسے وقت میں استاذ کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکیم ہو حکمتِ عملی سے کام لے کہ جب استاذ بچے کو محنت کرتا دیکھے پھر وہ سبق یاد نہ کر سکے تو سمجھ لے یہ اس وقت معذور ہے اس کے ذمہ پاروں کی مراجعت منزل وغیرہ لگا دے، ایسے وقت اس پر سختی ہرگز نہ کرے۔ البتہ اس کے لئے تضرع کے ساتھ دعا کرے کہ اے اللہ! اس کے سینے کو قرآن پاک کے لئے کھول دے۔ بعض اوقات استاذ یا بچہ یا اس کا ولی الامر مایوس (بقیہ ص ۶۱ پر)

تمام آموختہ یاد کرا کے امتحان دلایا کریں۔ اس سے ایک تو پختگی زیادہ ہوگی دوسرے اپنی ذمہ داری کا احساس بھی رہے گا۔

۲۔ قرآن یاد رکھنا فرض ہے اس کے متعلق طریقۂ کار:۔

قرآن مجید یاد ہوجانے کے بعد اس کا یاد رکھنا فرض ہوجاتا ہے۔ احقر کا تجربہ یہ ہے کہ اگر حفظ کے فوراً بعد بچہ کو فارسی، و عربی میں داخل کردیا جائے۔ اور فارغ وقت میں منزل اپنی نگرانی میں پڑھوائی جایا کرے تو پھر یہ صورت حفظ کے باقی رہنے اور بچہ کے نیک اور عمل میں مضبوط ہونے کے لئے نہایت مفید رہتی ہے اور اگر گھریلو ضروریات کی بنا پر بچہ فارسی میں داخلہ نہ لے سکے تو اس کو اس بات کا پابند رکھا جائے کہ کام سے فارغ ہونے پر روزانہ بلا ناغہ آپ کے پاس آکر منزل پڑھا کرے آپ حسنِ سلوک کے ساتھ اس کو اپنے ساتھ مانوس رکھیں اور منزل پڑھوائیں اگر پہلے سے دینیات پڑھا ہوا ہو تو خیر۔ ورنہ اردو دینیات کے رسالے

ہوکر حفظ چھوڑ دیتا ہے، یہ محض ناواقفیت کی بناء پر ہوتا ہے۔ (بقیہ از صفحہ ۶)

۲۔ فرمایا کہ طالب علم کو تین بار اس کی خطا پر معاف کردینا چاہئے۔ چوتھی بار اگر پھر غلطی کرے تو استاذ محض اللہ کی رضامندی اور اس کی اصلاح حال کی نیت کرکے جتنی سزا کا اس کو مستحق سمجھے اس سے کم سزا دے اور سزا دینے کے بعد استغفار کرے فرمایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس بات پر عمل کیا ہو اور بچے میں دُوری پیدا ہوئی ہو۔

۳۔ فرمایا کہ جو استاذ مغرب کے بعد نہیں پڑھاتا وہ حفظ نہیں کرا سکتا۔

۴۔ فرمایا کہ جو استاذ بچہ کو صبح کے وقت میں پاروں اور منزل کے سنوانے سے فارغ نہیں کرتا، وہ حفظ کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

۵۔ فرمایا کہ استاذ کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو قرآن کے لئے وقف کردے، جو استاذ پڑھاتے ہوئے گھڑی دیکھتا رہتا ہے وہ اس سلسلے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ عبیداللہ رحیمی (ماخوذ از دلکش نقش)[۴]

[۴] مؤلفہ شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مد ظلہ

(تعلیم الاسلام، اور بہشتی زیور وغیرہ) خود پڑھاویں اور اس میں بچہ کی کافی رعایت رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو، سرزنش کا موقع نہ آنے دیں، سمجھدار اور ہوشیار ہو نہ پر اگر وہ روز انہ آنا موقوف کر دے تو مضائقہ نہیں۔

اور اگر خدانخواستہ بچہ سکول کی نذر ہو گیا تو یہ اس کے لئے سم قاتل ہے۔ اس صورت میں اس کا حفظ تو حفظ اس کی نماز وغیرہ سب دینی باتیں ختم ہو جائیں گی۔ پس اس سے اجتناب از حد ضروری ہے بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ جس بچہ کے متعلق یہ گمان غالب ہو کہ وہ حفظ سے فارغ ہو کر سکول میں جائے گا تو اس کو حفظ کرایا ہی نہ جائے بلکہ ناظرہ پڑھایا جائے اور نماز اور دینی باتوں کا خوگر بنا دیا جائے۔

دوران تعلیم سب طلبہ پر کڑی نظر رکھیں۔

۳ (الف) مدرس کو صرف طلبہ کے سننے اور پڑھانے میں منہمک نہ ہو جانا چاہئے بلکہ جن کو پڑھا دیا یا جن سے سن لیا ہے، ان پر بھی پوری نظر رکھنی چاہئے اس لئے کہ طلبہ عموماً غافل اور کاہل ہوتے ہیں اور شیطان ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح ان کا یہ قیمتی وقت ضائع کرا دے پس وہ ہر طرح ان کے پڑھنے میں حارج ہوتا ہے جس کی وجہ سے طلبہ کبھی لاپرواہی سے پڑھتے ہیں اور کبھی پوری چالاکی سے ایک دوسرے سے بات شروع کر دیتے ہیں اور کبھی پیشاب وغیرہ کے بہانہ سے درس گاہ سے باہر آکر وقت ضائع کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس جب وہ اچھی طرح نہ پڑھیں گے۔ تو ان کو یاد کس طرح ہو گا۔ اور یاد نہ ہونے کی صورت میں استاذ اور شاگرد دونوں کی پریشانی اور وقت کا ضائع

ہونا ظاہر ہے۔

اساتذہ کے لئے ایک اہم ہدایت :۔

(ب) بچوں کو درس گاہ میں اکیلا ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے اوّل وقت میں درسگاہ پہنچ جانا اور وقت ختم ہونے پر بچوں کو رخصت کر کے درس گاہ سے باہر جانا چاہیئے۔ اگر کسی لابدی ضرورت سے درس گاہ سے باہر جانا پڑے تو اپنے رفیق دوسرے مدرس یا کسی قابل اعتماد طالب علم کو نگران مقرر کر کے جائے۔

طلبہ میں تدریس کا ملکہ پیدا کرنے کی تدبیر :۔

۴۔ جو بچے ہوشیار ہوں اور اپنے کام سے جلدی فارغ ہو جاتے ہوں خصوصًا وہ کہ جنہوں نے قرآن مجید ختم کر لیا ہو اور گردان کر رہے ہوں اور وہ ذی استعداد ہوں تو ان سے وقتاً فوقتاً سننے سنانے کا کام بھی لیتے رہنا چاہیئے تاکہ ان کو اس کی اچھی طرح مشق ہو جائے کہ یہ بھی ایک مشکل اور اہم کام ہے اکثر مدرسین کے یہاں بچوں کی خواندگی میں جو پختہ اغلاط پائی جاتی ہیں، اس کا بے توجہی اور لاپرواہی سے سننے کے علاوہ ایک یہ بھی سبب ہے کہ ان حضرات کو اس کی مشق ہی نہیں کرائی گئی[ھ]۔ پس جن بچوں سے یہ کام لیا جائے تو ہمیشہ اس بات

ھ سننے سنانے کی مشق :۔ ۱۔ سنانے والا صاف صاف آواز سے پڑھے کہ کوئی حرف منہ میں دبے نہیں۔ غنہ وغیرہ چھپے نہیں تاکہ سننے والے کو ٹوکنا نہ پڑے کہ یہ کیسے پڑھا اور سننے والے کو چاہیئے کہ قرآن کریم دائیں ہاتھ سے پکڑے اور دائیں کان سے سنے۔ خوب دھیان اور غور سے سنے، کسی قسم کی غلطی نہ رہ جائے۔ سنتے وقت آنکھیں پڑھی جانے والی سطور پر رہیں۔ اور ہاتھ کی انگلی ساتھ ساتھ چلتی رہے۔ غلطی آنے پر رنگین چیپی کا نشان لگائیں اور پختہ غلطی پر پنسل کا نشان لگائیں ۲۔ سننے والی جس جوڑی کے متعلق غفلت کا (بقیہ بر صـ ۶۴)

کا ضرور اہتمام رکھیں کہ ان کے سنے ہوئے میں سے مختلف مقامات جن سے کچھ بچے سنا کریں۔ اگر ایسی اغلاط آئیں جو انہوں نے نہیں نکالی تھیں تو ان مقامات کو پھر ان کے سامنے پڑھوائیں اگر اس مرتبہ ان کو اغلاط کا پتہ لگ جائے تو سمجھو کہ پہلی مرتبہ خیال سے نہیں سنا گیا تھا۔ اس پر اول اول اُن کو سمجھایا جائے۔ اور دھیان سے سننے کا شوق بھی دلایا جائے اگر پھر بھی یہی حالت رہے۔ تو کچھ سرزنش کی جائے اور اگر ایسی غلطیاں آئیں کہ اب بھی وہ ان پر مطلع نہیں ہوئے تو از خود بتا بتا کر صحیح سننے کی عادت ڈلوائیں کہ شاید حق تعالیٰ انہیں پڑھانے کی توفیق دیدے تو کما حقہٗ تعلیم کا کام سرانجام دے سکیں۔ نیز خود بھی ان کو شوق دلاتے رہنا چاہیئے کہ وہ معلّم بننے کی استعداد پیدا کریں۔ مگر کسی بچہ کو بالکل ہی ان کے سپرد نہ کر دینا چاہیئے نیز سنانے والوں کے دل میں بھی یہ خیال نہ آنے پائے کہ استاد جی ان کا نہ سنیں گے تاکہ وہ بالکل بے فکر ہو کر کام

(متعلقہ ص۶۳) اندیشہ ہو، اس کو استاذ اپنے قریب بٹھائیں اور گاہ بگاہ نگرانی کرتے رہیں۔

۳؎ سننے اور سنانے والے کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہونا چاہیئے تاکہ سنانے والا صاف بلند آواز سے پڑھنے پر مجبور ہو سکے طلباء کے سننے سنانے سے فراغت پر استاذ صاحب سنے ہوئے حصے میں سے حضرت اقدسؒ کے بتائے ہوئے طریقہ پر جائزہ لیں ۵؎ سنانے سے فارغ ہو کر تمام قسم کی غلطیوں کو خوب یاد کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ غلطی والی آیت کو آگے پیچھے سے ایک ایک آیت ملا کر ان تینوں آیتوں کو خوب توجہ کے ساتھ دس پھیرے دیکھ کر اور دس پھیرے یاد دیں۔ انشاء اللہ اس طرح عمل کرنے سے تمام غلطیاں ہمیشہ کے لئے صحیح یاد ہو جائیں گی ۶؎ جس بچے کی بابت غلطیاں صحیح یاد نہ کرنے کا اندیشہ ہو اس کی غلطیاں یاد کرا کر سننے کا اہتمام کریں۔ انشاء اللہ اس سے اس کو فکر پیدا ہو جائے گی ۔

احقر عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

میں تساہل نہ کرنے لگیں۔

تعلیم و تربیت لازم ملزوم ہیں۔

۵۔ (الف) تربیت تعلیم سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ خصوصاً بچوں کیلئے تعلیم تو مقررہ نصاب کے تحت دی جاتی ہے اور اس کی حدود متعین ہیں لیکن تربیت کا نہ کوئی نصاب ہے نہ حدود، جن کا تعین کیا جا سکے۔ یہ صرف معلم کے حُسنِ سلیقہ، سلامتی ذوق اور اہتمام و توجہ پر موقوف ہے اجمالاً اور اصولاً اتنا کہا جا سکتا ہے کہ بچوں کی گفتار و کردار، نشست و برخاست، شکل و صورت لباس و وضع اور نقل و حرکت میں اسلامی اور مشرقی تہذیب کا رنگ اتنا غالب اور نمایاں ہونا چاہیئے کہ ہر دیکھنے والا پہلی نظر میں پہچان لے کہ یہ مسلمان اور مہذب بچے ہیں۔ مغربی تہذیب اور لادینی کے نہ صرف مسموم اثرات بلکہ ان کی ہوا سے بھی بچانا چاہیئے۔ تیز درس گاہ کو کوڑے کرکٹ سے پاک و صاف رکھنے، ہاتھ، منہ، اور کپڑوں نیز فرش وغیرہ کو داغ دھبوں سے بچانے صاف ستھرے کپڑے پہن کر مدرسہ آنے، دانت صاف اور ناخن تراشیدہ رکھنے کی ہمہ وقت ترغیب و تاکید فرمائیں اور ہدایات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں زجر و توبیخ بلکہ ہلکی پھلکی سزائیں بھی دینی چاہئیں۔

بچے استاذ کے اخلاق و اعمال کا اثر قبول کرتے ہیں:-

(ب) ناسمجھ اور کم سن و نو آموز بچے غیر شعوری طور پر اپنے معلم اور استاذ کے اخلاق و اعمال اور گفتار و کردار کے نقال و عکاس ہوتے ہیں اس لئے ایسے بچوں کے استاذ کو ہمیشہ ہمیشہ اور ہر وقت اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے

کہ یہ بچے میرے اخلاق و اعمال کے آئینہ دار ہیں۔ جو کچھ میری زبان سے سنیں گے وہی بولیں گے۔ اور جو کچھ مجھے کرتا ہوا دیکھیں گے وہ کریں گے۔ اور ان کی نکوکاری، خوش اخلاقی، سلیقہ مندی کو میری طرف منسوب کیا جائیگا۔ علاوہ ازیں تجربہ شاہد ہے کہ متقی و پرہیزگار، دیندار، نکوکار استاد کے شاگرد بھی دیندار اور نکوکار ہوتے ہیں۔ اور ایسے استاذ کی شاگردی بچوں کی پوری زندگی کو سنوار دیتی ہے۔ اسی لیے لوگ اپنے ناسمجھ اور کم عمر بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دیندار و نکوکار استاذ کو تلاش کرتے ہیں۔ اس لیے درجاتِ ابتدائیہ کے استادوں کو خود بھی حسنِ اخلاق و اعمال اور دینداری و نکوکاری کا نمونہ بن کر رہنا ازبس ضروری ہے۔

بچوں کا قرآن مجید کے حفظ کی دولت سے محرومی کا ایک اہم سبب

٦۔ (الف) ایک عرصہ کام کرنے سے یہ تجربہ ہوا ہے کہ بچوں پر زیادہ سختی نقصان دہ رہتی ہے۔ جہاں تک ہو سکے، عفو سے کام لیا جائے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ نرمی سے ایک ماہ میں اتنا کام ہو جاتا ہے کہ سختی سے دو ماہ میں بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض دفعہ زیادہ سختی بددلی کا باعث ہو جاتی ہے اور جس کی وجہ سے بچے قرآن مجید کے حفظ کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں پس جہاں تک ہو سکے ان کی شرارت اور بے ادبی پر صبر و تحمل سے کام لیا جائے۔ کہ آدمی اپنی اولاد کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا کرتا ہے البتہ اگر کوئی ایسی ہی صورت پیش آجائے کہ بغیر سزا دیئے کام ہی نہ چلے، تو خفیف سی سزا دینے میں کوئی مضائقہ نہیں

مگر اتنی احتیاط ضرور رکھی جائے کہ منہ پر قطعاً نہ مارا جائے کہ حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے اور سزا دینے کے لئے نرم اور لچکدار چھڑی استعمال کی جائے۔

سزا دینے میں نفسیاتی احتیاط:۔

(ب) اور اس بارہ میں یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھیں کہ دوپہر اور شام وغیرہ کی رخصت سے ایک گھنٹہ اور ایک دو یا زائد ایام کی تعطیل سے ایک دن قبل سزا دے سکتے ہیں اور اس قریب وقت میں ہرگز سزا نہ دیں۔ بلکہ تلطّف اور مہربانی، شفقت اور محبت کا برتاؤ رکھیں کہ بچّہ آپ کے ساتھ پوری طرح مانوس ہو اور اس کے دل میں آپ کی طرف سے تھوڑا سا بھی بُعد اور دُوری نہ ہو۔ ورنہ واپس آنے میں بہت ہی پس و پیش کرے گا۔ بلکہ بسا اوقات ایسی صورت میں شیطان اس پر پورا قبضہ کر لیتا ہے اور تعلیم موقوف کرا دیتا ہے اور ایک یا اس سے زائد ایام کی رخصت پوری کرنے کے بعد بچہ آنے، تو پہلے دن اس کے ساتھ خفگی اور ناراضگی کا برتاؤ ہرگز نہ کریں۔

استاذ کے لئے دانائی کی بات:۔ { ۱۔ علم ہو جانے پر فوری سرزنش کرے ۲۔ طالب علم کی خوفزدگی میں سزا نہ دے

(ج) جس طالبِ علم کو کسی بات پر زجر و توبیخ یا گوشمالی کرنا ضروری ہو اور طالب علم کو علم ہو جائے کہ میری اس حرکت کا علم استاذ کو ہو چکا ہے تو اُس کو اُسی وقت بُلا کر کہہ سن لیا جائے اور درمیان میں ہرگز ہرگز وقفہ نہ دیا جائے کہ یہ سخت مُضر ہے۔ اگر طالب علم خود ہی از حد خوفزدہ ہو تو اس

وقت مناسب الفاظ میں فہمائش کر کے معاف کر دینا اور سزا نہ دینا انتہائی دانائی کی بات ہے۔

نئے بچوں کو مانوس کرنے کی کوشش کریں۔

(د) اور جو بچے ابھی نئے داخل ہوئے ہیں، ان کو کم از کم ایک ماہ تک سخت لہجہ میں بھی کوئی بات نہ کہی جائے۔ بلکہ خوش اخلاقی اور محبت سے ان کو اپنے ساتھ پوری طرح مانوس کیا جائے اور حتی المقدور ان کو لکھنے پڑھنے کی چیزیں بھی دی جائیں۔

بچوں کو بڑے جوان بچوں کی شکایت پر سزا دینے میں احتیاط کریں

۷۔ اگر چھوٹے بچوں کے ساتھ جوان طلبہ بھی تعلیم میں شریک ہوں۔ تو جب تک بڑے طلبہ کی دیانت کا پوری طرح امتحان نہ کر لیا جائے اس وقت تک چھوٹے بچوں کے بارے میں ان کی کسی قسم کی شکایت کرنے پر بھی بچوں کو سزا نہیں دینی چاہیئے، بلکہ کسی حکمتِ عملی سے جھڑک کر دور کر دینا چاہیئے البتہ اگر آپ کو بھی کسی اور معتبر ذریعہ سے اس قصور کا علم ہو جائے تو اسی ذریعہ سے بچوں پر جتلاتے ہوئے مناسب سزا دینی چاہیئے۔ غرض یہ کہ چھوٹے بچے بڑے طلبہ سے خائف نہ ہوں۔ ہاں بے ادب بھی نہ ہونے پائیں۔ نیز چھوٹے بچوں کو بڑے طلبہ کے پاس بیٹھنے یا اختلاط رکھنے سے بھی بہت ہی بچائیں

ذاتی کام کے لئے کسی سے خصوصیت نہ رکھیں۔

۸۔ (الف) اساتذہ کو چاہیئے کہ اپنے ذاتی کام لینے و نیز دیگر امور میں کسی ایسے

شاگرد کے ساتھ کبھی کوئی خصوصیت نہ رکھیں جس کے متعلق یہ خیال اور اندیشہ ہو کر وہ اس تعلق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے کام میں نقص واقع کرے گا یا کسی خلاف شرع فعل میں مبتلا ہوگا۔ حسین بچہ کے ساتھ تنہا نہ ہوں۔ نیز وہ امرد (یعنی ۱۸، ۱۹ سال سے کم عمر جسے ریش بھی نہ ہو۔ کیونکہ اپنے نفس پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے اور بالخصوص کسی حسین بچہ کے ساتھ تنہائی تو کسی طرح بھی نہ ہونے دے کہ یہ شیطان لعین کا انتہائی خطرناک حربہ ہے جس کے نتائج کے تصور سے بھی بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں (اعاذنا اللہ منہ)

شاگرد سے دوستی کی نوبت سخت مضر ہے۔

(ب) اپنے شاگرد سے کسی مالی نفع کی بھی ہرگز ہرگز توقع نہ رکھیں۔ نہ خدمت کی نہ مال کی۔ ہو اگر تھوڑا سا لیں ہو اور جا ہے یہ ہدیہ ہی کے طور پر ہو۔ جس کی صورت یہ ہو کہ اگر وہ اس کے پاس نہ پڑھتا تو اس کو ہدیہ نہ دیتا۔

واضح ہو کہ اس درجہ میں جو بے برکتی پائی جا رہی ہے اور حفظ ختم ہوتا جا رہا ہے اس کے جہاں اور اسباب ہوں گے وہاں سب سے بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اکثر معلمین قرآن میں شاگردوں کے مال کی طرف حرص پائی جاتی ہے۔ یاد رکھو۔ جو مال شاگرد کی طرف سے ایسی حالت میں آئے کہ استاذ کو وہاں سے آنے کی پہلے ہی سے امید و انتظار رہتا تو اس کے لینے کی حدیث پاک میں سخت ممانعت آئی ہے۔ نیز مال وغیرہ لینے سے عموماً یہ ہوتا ہے کہ شاگرد اور اس کے متعلقین کے دل سے استاذ کی وقعت نکل جاتی ہے اور وہ اس کو اچھا خیال نہیں کرتے۔ پس جب یہ بے ادبی کی بات پیدا

ہو جائے تو شاگرد کا محروم رہنا بالکل بدیہی امر ہے

ع بے ادب محروم ماند از فضل رب!

اور اپنی عادت کے خراب ہونے کا بھی قوی اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہیے۔ البتہ اگر انتظار نہ ہو اور شاگرد اور متعلقین کی یہ حالت ہو کہ پڑھنا شروع کرنے سے پہلے بھی ہدیہ دیا کرتے ہوں یا ان کی محبت سے یہ اندازہ ہوتا ہو کہ پڑھنے کے بعد بھی یہی دستور رکھیں گے، تو اس صورت میں ہدیہ قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بچوں کے متعلق اصلاحی امور:-

۹۔ (الف) تمام بچوں کو آہستہ آہستہ شرعی اور عمدہ باتیں بتائی جائیں اور نماز با جماعت کا تو پوری طرح پابند بنا دیا جائے۔

(ب) ان کو شوق دلایا جائے کہ اعمال میں خلوص اور صداقت اور نیت میں عمدگی پیدا کریں کہ ان باتوں سے بھی حفظ میں بڑی مدد ملتی ہے۔

(ج) ان کو اس بات کی بھی عادت ڈلوائیں کہ ہر معاملہ میں احتیاط سے کام لیا کریں۔

(د) اگر کسی بچے میں کوئی شرافت یا علمی کمال پائیں تو اس پر اس کو شاباش دیں اور تعریف بھی کریں۔ بشرطیکہ اس سے تکبر اور عجب کی مرض میں پھنسنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(ہ) ہو سکے تو اپنی حیثیت کے موافق ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی امداد بھی کیا کریں۔

(۹) سب بچوں کو اپنی[1] اولاد کی طرح سمجھیں اور ان کی تعلیم میں اس قدر محنت کریں کہ اپنے ذاتی کام جو غیر ضروری ہوں، ان سے بھی ان کی تعلیم کو بڑھ کر تصور کریں۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔

مفید ہدایات

۱۔ یہ تمام باتیں عمل میں لانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا کیا کریں۔ اور اللہ ہی پر توکل رکھا کریں اور جو کچھ کام ہو جائے اس کو محض اللہ کا فضل سمجھا کریں اور طلبہ کو بھی تاکید کرتے رہا کریں کہ وہ بھی اپنی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہیں۔

۲۔ نیز طلبہ کو پانچوں نمازیں باجماعت اور تکبیر اُولیٰ کی پوری پابندی کا بھی عادی بنائیں۔ اور کافی سے زائد نگرانی کریں[2]

۳۔ اور ان کو تاکید کریں کہ تہجد کی نماز کی بھی عادت ڈالیں اور جب تہجد کے وقت اٹھیں تو سورۂ آلِ عمران کا آخری رکوع پڑھیں اور آنکھوں

---

[1] صاحب ثروت اور ہونہار بچوں کا تو نفسیاتی طور پر خیال رہتا ہی ہے۔ البتہ غریب یتیم اور معذور بچوں کی طرف توجہ نہیں رہتی اس لئے فرمایا کہ سب بچوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھیں۔ ۱۲۔ عبید اللہ رحیمی عفی عنہ

[2] اساتذۂ کرام پنجگانہ نماز کے ساتھ جو سنن و نوافل ہوں پابندی سے پڑھیں تاکہ طلبہ بھی اس کے عادی بنیں۔ ایک مرتبہ کسی بچہ سے پوچھا کہ تم نفل کیوں نہیں پڑھتے؟ جواب دیا کہ ہمارے قاری صاحب نہیں پڑھتے۔ واقعۃً شاگرد استاذ کا اثر قبول کرتے ہیں۔ ۱۲۔
احقر عبید اللہ رحیمی عفی عنہ مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

کے کوئے وغیرہ صاف کریں تاکہ وضو کرتے وقت کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ جب وضو کر چکیں تو اوّل دو رکعتیں مختصر پڑھیں اس کے بعد وقت کی گنجائش کے مطابق دو یا چار یا چھ رکعتیں اور پڑھیں۔ غرض آٹھ رکعات کی عادت ڈال لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اکثر آٹھ پڑھتے تھے اور ہوسکے تو ان آٹھ رکعات میں تین پارے پڑھ لیا کریں کہ اس عمل سے ان شاء اللہ قرآن مجید خوب پختہ ہو جائے گا۔

۴۔ فجر کی نماز کے بعد سورۃ یٰسٓ پڑھیں اور اللہ جل شانہٗ کے اسماء حسنیٰ بھی یاد کر لیں اور صبح و شام ان کو پڑھنے کی عادت ڈالیں، ظہر کے بعد سورۃ فتحنا اور عصر کے بعد عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ (سورۃ النبا) اور مغرب کے بعد سورۃ الواقعہ اور عشاء کے بعد سورۃ الملک اور ہو سکے تو الٓمّٓ السجدہ، حٰمٓ (الدخان) بھی پڑھ لیا کریں۔

قرآن یاد رکھنے کا عمل:-

۵۔ سورۃ البقرہ کی ابتدا سے المفلحون تک اور آیۃ الکرسی سے خٰلِدُوْن تک اور آخری پورا رکوع یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰت سے ختم سورۃ تک۔ روزانہ بعد نماز عشاء پڑھا کریں کہ ان آیات کے پڑھنے والے کو قرآن مجید یاد رہتا ہے۔

۶۔ صبح و شام سورۃ حشر کی آخری تین آیات تین تین بار روزانہ پڑھا کریں و نیز جمعہ کے دن سورۃ الکہف بھی ایک بار پڑھ لیا کریں۔

حضرت مؤلف کی تحریر مبارک کا عکس جمیل

یادداشت

۱۳۲۲ء میں تنویر کی کتابت شروع ہو چکی تھی کہ
قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانی انگریزوں اور نیم مسلمانوں
کی درپردہ نوازش کی وجہ سے عامۃ المسلمین اور ان میں دینی جوش نہ
اٹھا فلہذا دیکھ تحریک چلائی جو تحریک ختم نبوت سے موسوم ہوئی
پنجاب کے تمام دینی حس و اسلام [illegible] دولت مسلمانوں نے جانی مالی ہر طرح کی قربانیاں
ختم نبوت کے نام پر [illegible] کہ دس ہزار سے زیادہ مسلمان شہید [illegible] اور لاکھوں سے زیادہ
قید و بند میں مبتلا ہوئے تھے اور گورنمنٹ نے ان ہی سے نظام [illegible]
ان دنوں اسیری میں کہ کتاب ہذا بفضل ایزدی طبع ہو کر [illegible]
بحمد للہ بعد سال [illegible] دیکھ کر [illegible]
روایات میں رسائل کی ترتیب شروع کی گئی جو مجموعہ شائع [illegible]
دن کے ساتھ حق تعالیٰ [illegible] و منہ و کرمہ [illegible] تکمیل [illegible] اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ آمین۔

تاریخ تحریر ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ بروز پنجشنبہ

[illegible] پانی پتی

عکس جمیل

حضرت مؤلف کی تحریر مبارک کا

ایک اہم یادداشت

۱۳۲۳ھ میں تنویر کی کتابت شروع ہو چکی تھی کہ
قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی [illegible] انگریزوں اور [illegible] مسلمانوں
کو رقعہ بازی کی وجہ سے [illegible] اور دینی جوش نے
اکثر علماء دین کو تحریک چلانی پڑی جو تحریک ختم نبوت سے موسوم ہوئی
پنجاب کے علماء دین [illegible] دولت مسلمانوں نے جان مال پر ہر طرح کی قربانیاں
ختم نبوت کے نام سے [illegible] کہ دس ہزار سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے اور لاکھ سے زیادہ
قید و بند میں مبتلا ہو گئے تھے اور گورنمنٹ نے [illegible]
ان دنوں [illegible] کہ کتاب ہذا بفضل ایزدی طبع ہو کر [illegible]
[illegible] دیکھ کر [illegible]
روایات میں رسائل کی ترتیب شروع کی گئی جو مجموعہ [illegible]
دل سے [illegible] حق تعالیٰ [illegible] اور [illegible] وقت سے اللہ اللہ
[illegible] تکمیل تک پہنچا [illegible] نگاری کو محض اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ آمین۔

تاریخ [illegible] ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

[illegible] پانی پتی

وضاحت

تنویر۔ امام دانی اُندلسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی ۴۴۴ھ کی سبعہ قراآت میں درجۂ سند کی کتاب "التیسیر" کی نہایت محققانہ اُردو شرح ہے۔

حضرت اقدس والد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تصنیف کے دوران پہلی مرتبہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جس کی برکت سے کتاب حل ہوتی چلی گئی۔ یہ ۱۳۷۱ھ میں تصنیف ہوئی۔ ۱۳۷۲ھ میں جب طبع ہوکر منظرِ عام پر آئی۔ تو حضرت اقدسؒ ان دنوں بسلسلۂ تحریک ختم نبوت جیل میں تھے، حضرتِ والا رح تحریکِ ختمِ نبوت کی مرکزی شخصیتوں میں سے تھے۔ انتظامیہ کی طرف سے ملتان میں تحریک کا بانی آپ کو قرار دیا گیا۔ کیونکہ آپ کی گرفتاری کے بعد ملتان میں تحریک ختم ہوگئی۔

آپ شعبان ۱۳۷۲ھ سے ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ تک لاہور سنٹرل جیل میں رہے۔

عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

قرآت پڑھانے کی ترتیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۰

امابعد! جو حفاظ تجوید و تصحیح کے ساتھ قرآن مجید کو خوب تسلی بخش یاد کر لینے کے بعد قرآت سبعہ یا عشرہ یاد کرنے کا شوق کریں تو رسائل قرآت سے یاد کرائیں۔ اور چونکہ طویل عرصہ سے روایت حفص ؒ کا عام رواج ہو چکا ہے اسلئے طلبہ کو حفص ؒ کے بعد اول روایت سیدنا امام شعبہ ؒ: شروع کرائیں اور ترتیب وار اختلافات اس طرح ذہن نشین کرائیں کہ صرف اختلافات والی آیات بہت جلد بے تکلف پڑھتے چلے جائیں ــــــــ سیدنا شعبہ ؒ کے اختلافات یاد ہونے پر روایت سیدنا امام قالون ؒ: شروع کرائیں اور صلہ اور قصر والی وجہ پڑھائیں کیونکہ عدم صلہ اور مد تو حفص ؒ ہی کی روایت سے طلبہ کو یاد ہیں۔ کچھ یوم پاؤ پاؤ، اس کے بعد ایک ایک پارہ پڑھائیں۔ اور سبق بلا ناغہ سنتے رہیں۔

ہدایت:۔ روایت سیدنا قالون ؒ پوری ہونے تک روایت شعبہ کے پانچ پاروں کے اختلافات روزانہ ترتیب وار پھیرا دلائیں۔ اور بیچ بیچ میں سے سنتے رہیں اور روایت قالون ؒ کے پانچ پارے منزل پڑھواتے رہیں اور درمیان میں سے روزانہ کچھ کچھ سنتے بھی رہیں۔ سیدنا قالون ؒ کی روایت کے اچھی طرح یاد ہونے پر قراءۃ سیدنا امام ابن کثیر ؒ: شروع کرائیں اور روزانہ نصف نصف پارہ "سیدنا بزی ؒ" کی روایت میں پڑھائیں اور بلا ناغہ سنتے رہیں۔ اور سیدنا قنبل ؒ کی روایت کا فرق بھی بتاتے جائیں اور سبق روزانہ سنتے رہیں۔ عادت ہونے پر دو دو پارے پڑھائیں

ہدایت:۔ سیدنا ابن کثیرؒ کے ساتھ ساتھ شعبہ کی روایت کے پانچ پانچ پاروں کے اختلافات کی آیات کو پھیرا دلوائیں اور قالون کی روایت کے پانچ پانچ پارے منزل پڑھواتے رہیں۔ قراءۃ ابن کثیر کے ختم اور پختہ ہونے پر

قراءۃ سیدنا امام ابی جعفرؒ:۔ شروع کرائیں اور سیدنا ابن وردانؒ کی روایت کا اوّل اوّل نصف نصف پارہ اور عادت ہونے پر تین تین پارے کہلائیں اور روزانہ سبق سنتے رہیں۔

ہدایت:۔ ابی جعفرؒ ختم ہونے پر ایک ماہ تک سبق بند کر کے قراءۃ مکی اور ابی جعفر کو خوب پختہ کرائیں اور شعبہؒ کی روایت کے تین تین پاروں کے اختلاف کی آیات اور قالونؒ۔ بزیؒ کی روایت کے دو دو پارے اور ابن وردانؒ کے تین تین پارے روزانہ منزل پڑھوائیں۔ بزی کے ختم ہونے پر قنبلؒ کی روایت اور ابن وردانؒ کے بعد سیدنا ابن جمازؒ کی منزل پڑھوائیں۔

قراءۃ سیدنا امام ابی عمروؒ:۔ شروع کرائیں اور سیدنا سوسیؒ کی روایت کا اوّل اوّل پاؤ پارہ دو چار روز کے بعد ایک ایک پارہ سبق پڑھائیں اور سیدنا دوریؒ کا فرق بتاتے جائیں اور سبق روزانہ سنتے رہیں۔

ہدایت:۔ ابی عمروؒ ختم ہونے پر خوب پختہ کرائیں۔ دوریؒ کی روایت کے پانچ پانچ پارے اور بزیؒ کے تین تین پارے منزل پڑھواتے رہیں۔ بزی کے ختم ہونے پر ابن وردانؒ کے تین تین اور دوری کے ختم ہونے پر سوسیؒ کے پانچ پانچ پارے منزل ہوتے رہیں۔ ابن وردانؒ کے ختم ہونے پر قالونؒ کے تین تین پارے منزل پڑھوائیں۔ غرض جو قراءۃ ختم ہو اس کے.... پانچ

پانچ اور اس سے پہلے جتنی قراءتیں ہو چکی ہیں، ان کی باری باری تین تین پارے منزل ہوتی رہے ۔۔۔ سیدنا امام سوسیؒ کی روایت کے ساتھ روایت سیدنا امام ورشؒ بھی شروع کرا دیں۔ اوّل ایک ایک رکوع پھر عادت ہونے پر دو دو۔ پھر چار چار رکوع پڑھاتے جائیں اور سبق خوب پختہ کراتے جائیں اور روزانہ آموختہ میں سے ایک ایک پارہ منزل بھی پڑھواتے رہیں اور آخر تک ایک ایک پاؤ ہی سبق رہے غرض یہ روایت ایسی یاد ہو جائے کہ بھولنے کی نوبت قطعاً نہ آئے۔

جب سوسیؒ کی روایت تک سب روایات خوب یاد ہو جائیں تو قراءۃ سیدنا امام یعقوب حضرمیؒ شروع کرائیں۔ اور "سیدنا رُویس" کی روایت کا ایک ایک پارہ اور کچھ یوم کے بعد تین تین پارے روزانہ سبق ہوتا رہے اور اس میں "سیدنا روح" کا فرق بھی بتاتے جائیں۔

ہدایت:۔ رُویس، ختم ہونے پر رَوح کی روایت کے پانچ پانچ پارے منزل پڑھوائیں اور اس سے پہلے پڑھی ہوئی روایات کے تین تین پارے منزل روزانہ ہوتی رہے ایک روایت ختم ہونے پر دوسری شروع کرتے رہیں۔ غرض آٹھ پارے منزل روزانہ ہوتی رہے اور جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے ورشؒ کی روایت کا ایک پاؤ سبق اور ایک پارہ منزل یہ بھی روزانہ ہوتا رہے روایت سیدنا امام ورشؒ کے اختتام پر "تکمیل الاجر" شروع کرائیں۔

سیدنا ورشؒ کے ختم ہونے پر حسب سابق منزل پڑھواتے رہیں اور ورشؒ کی منزل ہمیشہ جاری رکھیں اور تکمیل الاجر شروع کرائیں اور اس کا سبق روزانہ حفظ سنتے رہیں

خصوصی ہدایت :۔ شروع شروع میں بچے تکمیل الاجر کو سمجھتے نہیں، اس کا کوئی فکر نہ کریں۔ بعد میں خود ہی سمجھ میں آجاتی ہے۔ غرض سبق روزانہ حفظ سنتے رہیں اور پندرہ ۱۵ صفحات ہونے پر کچھ یوم سبق بند کر کے آموختہ یاد کرائیں۔ پھر سبق شروع کرائیں تیس صفحات ہونے پر پچھلا پکوائیں پھر سبق شروع کرائیں۔ اور پندرہ پندرہ صفحات پر سبق بند کرا کے پکواتے جائیں اور سواکن کا اظہار اور ادغام پڑھا کر سبق بند کر دیں اور آموختہ خوب پکوائیں ــــــــ جب اچھی طرح یاد ہو جائے تو آگے شروع کرائیں اور اصول ختم ہوتے پر تمام اصول خوب پکوائیں اور پڑھی ہوئی روایات کے اصول ہر بیان سے طالب علم سے نکلوائیں۔ اگر خود نہ نکال سکے تو استاذ نکالنے کا طریقہ بتاتا جائے۔ اور نکلواتا جائے۔ غرض ہر بیان میں سے پڑھی ہوئی تمام روایات کے اصول الگ الگ تکمیل الاجر سے خوب ذہن نشین ہو جائیں۔

تکمیل اور قراءۃ سیدنا امام حمزہؒ :۔ جب تکمیل الاجر کے اصول مجموعی طور پر اور الگ الگ خوب پک جائیں تو "فرش الحروف" شروع کرائیں اور ساتھ ہی امام حمزہؒ کی روایت "سیدنا خلفؒ" شروع کرا دیں۔ اس روایت کے اور اسی طرح جو روایت بھی شروع کرائیں۔ اس کے اصول تکمیل الاجر سے نکلوائیں اور خوب یاد کرائیں۔ غرض خلف کی روایت کے اصول یاد کرا کے اول ایک ایک رکوع پڑھائیں اور سب ہمزوں کی وجوہ بتلاتے جائیں اور تکمیل الاجر کے ساتھ منطبق کراتے جائیں۔ پھر دو دو رکوع۔ پھر پاؤ پاؤ پڑھاتے رہیں۔ اور وجوہ خوب سمجھاتے رہیں۔

تکمیل الاجمر کا اختتام۔ تکمیل الاجمر کے فرش ختم ہونے پر آخر کی طرف سے پانچ پانچ پاروں کے فرش الحروف روزانہ یاد کراکے سنتے رہیں اور پچھلا سارا روزانہ یاد کراتے جائیں اور سنتے جائیں۔ غرض الٓمّٓ کے پارہ تک اسی طرح روزانہ سنتے آئیں۔ جب یہ حصہ بھی خوب یاد ہو جائے تو ساری کتاب کے چار حصے کر لیں اور ایک حصہ روزانہ یاد کراکے سنتے رہیں اور ہمیشہ اس کو جاری رکھیں ——— خلف کی روایت ختم ہونے پر "سیدنا خلادؒ" کی روایت کے تین تین پارے پڑھوائیں اور وجوہ کا خاص خیال رکھیں۔ اور گذشتہ روایات کے تین تین پارے منزل حسب سابق جاری رکھیں۔

——— حمزہ کی قراءۃ خوب یاد ہونے پر۔

قراءۃ سیدنا امام ابن عامرؒ کی روایت "سیدنا ہشامؒ" کے اصول و فروش تکمیل الاجمر سے نکلوا کر خوب یاد کرا کے ایک ایک پارہ شروع کرائیں اور وجوہ کا خاص خیال رکھیں اور "سیدنا ابن ذکوانؒ" کا فرق بھی بتلاتے جائیں۔ اس کے بعد۔

قراءۃ سیدنا امام کسائیؒ کی روایت "سیدنا دوریؒ" کے اصول و فروش تکمیل الاجمر سے نکلوا کر لکھوائیں۔ اور اوّل ایک ایک پھر دو دو پارے سبق پڑھائیں۔ دوری کسائی کی روایت ختم ہونے پر "سیدنا ابوالحارثؒ" کی روایت کی منزل پڑھوائیں۔ اور ساتھ ساتھ قراءۃ سیدنا امام خلفؒ کا فرق بھی بتاتے جائیں۔ؔ

ؔ سیدنا امام کسائیؒ کی قراءۃ مکمل ہونے پر "قراءۃ سیدنا امام خلفؒ" کی بھی منزل پڑھوائیں [illegible]

فرداً فرداً **تمام قراآت اور تکمیل الاجر مکمل** یاد ہونے پر تکمیل کے تو چار ہی حصے رہیں اور ایک حصہ روزانہ سنتے رہیں۔ اور روایات کے بارہ میں اس طرح کریں کہ ایک ایک پارہ ورش اور خلف راوی کی روایت کا اور پانچ پارے دوسری روایات کے پڑھواتے رہیں۔ اور روزانہ امتحان کرتے رہیں۔ ایک روایت ختم ہونے پر دوسری پڑھواتے رہیں۔ اور کم از کم چھ ماہ تک اسی طرح پڑھواتے رہیں۔ اور ورش و خلف کی روایت کی منزل ہمیشہ ہی جاری رہے۔ ان کو کبھی ترک نہ کریں۔

جمع الجمع: تکمیل یاد ہونے پر اول چھوٹی چھوٹی آیات میں بطور جمع الجمع اجراء کرائیں۔ پھر متوسط آیات میں — جمع الجمع کی عادت ہونے پر اول سے ایک پارہ بالترتیب — اور اس کے بعد مشکل مشکل آیات نکلوائیں۔ اور یہ سب کچھ تکمیل الاجر کے آخری حصہ میں درج ہے۔

المہذبہ فی وجوہ الطیبہ: اس کے بعد رسالہ "المہذبہ" سے طیبہ کی زائد وجوہ یاد کرائیں۔ اور تمام روایات کی منزل طیبہ کے طریق سے چند بار پڑھوالیں۔ع اور روزانہ درمیان سے چند رکوع بطور امتحان سنتے

ع حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ زندگی کے آخری سالوں میں، قراآت کو طیبہ والی زائد وجوہ کے ساتھ پڑھنے کی تعلیم پر مبذول تھی۔ چنانچہ کئی جماعتوں کو شاطبیہ و دُرّہ کے طریق سے پڑھا لینے کے بعد تمام قراآت طیبہ والی وجوہ کے ساتھ پڑھائیں۔ ان وجوہ کی اشاعت و تعمیم کی ضرورت کا احساس آپ کو دامنگیر تھا — اس کا اظہار فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت والا لکھتے ہیں — چونکہ اس زمانہ میں طیبہ کی ان مخصوص وجوہ کو صرف بعض حضرات ہی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں — (باقی صفحہ ۹۲ پر)

رہیں۔ اور چند آیات بطریق طیبہ جمع الجمع کے طور پر اجراء بھی کرائیں۔

ضروری تنبیہ یا فائدۂ جلیلہ

یہ تو معلوم ہی ہے کہ علم قراآت اس علم کا نام ہے جس میں وہ الفاظ اور مسائل بیان کیے جاتے ہیں جو نزول کی رُو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی کئی طرح آئے ہیں اور فن کے محقق اور متبحر اماموں نے صحیح اور غیر صحیح قراءۃ معلوم کرنے کے لئے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قراءۃ کے تین رکن ہوں (۱) قرآن کے رسم الخط کے موافق ہو (۲) نحوی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے مطابق ہو (۳) صحیح اور متصل سند کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ قراءۃ صحیح ہے جس کا قبول کرنا اور اس کو صحیح سمجھنا امت پر واجب اور فرض ہے اور اصل رکن صرف تیسرا ہے۔ رہے باقی دو۔ سو وہ محض تائید اور تقویت کے لیے ہیں۔ اور جو حضرات علم بیان سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ایک مقصد کو کئی طرح کی عبارتوں سے بیان کرنا کلام کی خوبیوں میں سے ہے اور قراآت اور روایات کی شان بھی یہی ہے کہ باوجود اس کے کہ الفاظ کی شکلیں متعدد ہو جاتی ہیں۔ لیکن مفہوم اس پر بھی متحد ہی رہتا ہے بلکہ ہر ایک قراءۃ پر دوسری

(متعلقہ صفحہ ۸۱) عام قراء ان کی طرف التفات کم کرتے ہیں۔ اور اس سے ہجران قرآن لازم آتا ہے۔ و نیز شدید خطرہ ہے کہ شدہ شدہ کہیں یہ بالکل نسیاً منسیاً ہی نہ ہو جائیں۔ اس لئے ان کو بھی عام کرنے کی اشد ضرورت ہے بحوالہ المہذبہ فی وجوہ الطیبہ صفحہ ۶۳ احقر عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

سے اعلیٰ ترین معنی نکلتے ہیں۔ اگر درازی کا خوف مانع نہ ہوتا تو یہاں چند مثالیں درج کر کے ان خوبیوں کا قدرے نمونہ پیش کیا جاتا۔ اگر اس لطف سے بہرہ اندوز ہونے کا شوق ہو تو اردو داں حضرات شرح شاطبیہ جلد ثانی وثالث (مصنفہ حضرۃ العلامہ مولانا القاری فتح محمد صاحب مدظلہٗ) کا مطالعہ فرمائیں اور علماء اور عربی جاننے والے حضرات اس مقصد کیلئے اتحاف فضلاء البشر اور ابراز المعانی اور جعبری کی شرح وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ نتیجہ میں اہل انصاف اس کا اعتراف فرمائیں گے کہ اگر علم ہے تو علم قرآءت ہی ہے۔ اور بیشک یہ اس کا مستحق ہے کہ اس کے حاصل کرنے اور مہارت پیدا کرنے میں عمر کا زیادہ سے زیادہ حصہ صرف کیا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ علماء کی تفریح کا سامان جس قدر اس علم میں ہے دوسرے علوم میں اس کا عُشرِ عَشیر بھی نہیں ہے لیکن "ذوقِ ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی" اور اردو کا شاعر کہتا ہے

لذّت اس مے کی نہ پہچانو گے جب تک نہ پیو
ہم قسم کھا کے خدا کی یہ کہے دیتے ہیں

اظہارِ تأسّف

لیکن یہ بات نہایت حسرت و افسوس اور غم کے ساتھ پڑھی اور سُنی جائیگی کہ آج اس دَورِ کُفر و الحاد میں جس طرح مختلف فتنے یعنی فتنۂ انکارِ احادیث، فتنۂ خاکساریت قادیانیت وغیرہ وغیرہ پرورش پا رہے ہیں، اسی طرح فتنۂ انکارِ قرآءت بھی رُونما ہو رہا ہے۔ اور افسوس بالائے افسوس یہ ہے کہ علماء کہلانے والے حضرات

میں سے بعض حضرات قرآآت کا انکار کرتے ہیں۔ اس کو جہالت اور زندیقیت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ اگر یہ حضرات فن کی بے شمار کتابوں میں سے صرف علامہ جزری کی کتاب "النشر فی القرآآت العشر" ہی کا مطالعہ فرمالیتے تو بشرطِ انصاف ایک لمحہ کے لئے بھی اس جرمِ عظیم کے ارتکاب کی جرأت ان کو نہ ہوتی۔ لیکن اللہ سے ناواقفیت کہ جہاں اس کا راج ہو وہاں توقع کے بالکل خلاف چیزوں کا رونما ہوجانا بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ یہاں درازی کے خوف، کے پیشِ نظر صرف ابو محمد مکی" جو فن کے جلیل القدر امام ہیں، ان کے ارشاد کے نقل کرنے پر اکتفاء کی جاتی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عبرت کے لئے کافی اور وافی ہوگا۔ موصوف اپنی کتاب "کشف" کے تکملہ میں فرماتے ہیں کہ "قرآن میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں اول وہ جس میں (مذکورۂ بالا) تینوں رکن موجود ہوں، اس کو یقینی طور پر صحیح اور برحق ماننا پڑے گا اور یہ مقبول بھی ہے اور اس کا پڑھنا بھی صحیح ہے کیونکہ یہ رسم کے موافق ہے اور اجماع سے لی گئی ہے اور اس کا منکر کافر ہے جیسے مٰلِكِ مَلِكِ۔ وَمَا يُخٰدِعُوْنَ۔ وَمَا يَخْدَعُوْنَ۔ وَوَصّٰى۔ وَاَوْصٰى وغیرہ وغیرہ وہ تمام قراءتیں جو مشہور ہیں" پوری تفصیل کے لئے عنایاتِ رحمانی جلد اول ص۲۳ کا مطالعہ فرمائیں۔ اور وہ دس قرآآت اور بیس روایات جو علامہ جزری رحمہ اللہ کی نشر میں درج ہیں۔ بلا شبہ اور بلا شک ایسی ہیں جن میں تینوں رکن پائے جاتے ہیں۔ جن کے منکر کو ابو محمد مکی رحمہ اللہ کافر بتاتے ہیں۔

اعاذنا اللہ منہ۔

حفظ قرآن کریم اور اس کی قرآت کا مجرّب عمل

اب آخر میں ان طلبہ کے لئے جن کا حافظہ کمزور ہو اور ان کو یاد کیا ہوا محفوظ نہ رہتا ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا ایک مجرب عمل اور دُعا نقل کرتا ہوں۔ اور درگاہِ ربُّ العزت سے قوی امید رکھتا ہوں کہ اس پر عمل کر لینے کے بعد انشاء اللہ وہ اعلیٰ درجہ پر کامیاب ہوں گے اور وہ یہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) قرآن پاک میرے سینہ سے نکل جاتا ہے اور جو کچھ یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں جو تجھ کو بھی نفع دے اور جس کو تو بتلادے اس کے لئے بھی نافع ہو اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔ حضرت علیؓ کے دریافت فرمانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آئے تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے اخیر تہائی حصہ میں اُٹھے تو یہ بہت اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے۔ اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ۔ یعنی عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کو) پس اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر شروع ہی

رات میں کھڑا ہو۔ اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھ کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یٰسٓ شریف پڑھ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الٓمٓ السجدہ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ ملک پڑھ اور جب التحیات سے فارغ ہو جائے تو اوّل حق تعالیٰ شانہٗ کی خوب حمد و ثنا کہہ اس کے بعد مجھ پر درود اور سلام بھیج۔ اس کے بعد تمام مؤمنین کے لئے اور ان مسلمان بھائیوں کے لئے جو تجھ سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کر!

حمد و ثنا:۔ جو لوگ اپنے طور پر حمد و ثنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتے وہ یہ دعا پڑھا کریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمٰتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَآ اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْهَاشِمِيِّ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ وَعَلٰى سَآئِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ۔ اس کے بعد وہ دعا پڑھو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور وہ یہ ہے۔

حفظ قرآن کی دعا:۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَّآ اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ۔ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ

وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَہٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ۔ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؁ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی رض! اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کر۔ انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کسی مومن سے بھی قبولیتِ دعا نہ چوکے گی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو پانچ یا سات ہی جمعے گذرے ہوں گے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی ازبر یاد ہو جاتی ہیں کہ گویا قرآن شریف میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے۔ اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی۔ اب احادیث سنتا ہوں اور جب

دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں چھوٹتا (فضائل قرآن)
حق تعالیٰ شانہٗ اپنے نبیؐ کی رحمت کے طفیل مجھے بھی قرآن شریف اور اس کی جملہ قراآت اور حدیث پاک کے حفظ کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور تمہیں بھی۔ جو حضرات اس سے نفع اٹھائیں ان کی خدمت بابرکت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ اس عاجز اور رُوسیاہ کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرمالیا کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین، والصلوٰۃ والسلام علےٰ سیدنا و مولٰنا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذریاتہٖ اجمعین ۝

احقر رحیم بخش پانی پتی عفا اللّٰہ عنہ
مقیم مدرسہ عربی خیر المدارس ملتان شہر

تکملہ

احادیث میں چالیس حدیثیں یاد کرنے کی اور ان کی اشاعت کی بہت ہی فضیلت آئی ہے۔ حتیٰ کہ چہل حدیث کے یاد کرنے والے کو حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ ہمتیں نہایت پست ہو گئی ہیں۔ اس لئے یہاں ایک چہل حدیث نقل کرتا ہوں جو نہایت ہی مختصر ہے اور نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ

وسلم سے ایک ہی جگہ منقول ہے اس کے ساتھ ہی بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ مہمات دینیہ کو ایسی جامع ہے کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ کنز العمال میں قدمائے محدثین کی ایک جماعت کی طرف اس کا انتساب کیا ہے اور متأخرین میں سے مولانا قطب الدین صاحب مہاجر مکیؒ نے بھی اس کو ذکر فرمایا ہے کیا ہی اچھا ہو کہ دین کے ساتھ وابستگی رکھنے والے حضرات کم از کم اس کو ضرور حفظ کر لیں کہ کوڑیوں میں لعل ملتے ہیں، وہ حدیث یہ ہے

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا الَّتِيْ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ أُمَّتِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ [١] وَالْيَوْمِ [٢] الْآخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ [٣] وَالْكُتُبِ [٤] وَالنَّبِيِّيْنَ [٥] وَالْبَعْثِ [٦] بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدَرِ [٧] خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ وَأَنْ تَشْهَدَ [٨] أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ [٩] الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ كَامِلٍ لِّوَقْتِهَا وَتُؤْتِيَ [١٠] الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ [١١] رَمَضَانَ وَتَحُجَّ [١٢] الْبَيْتَ إِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ وَتُصَلِّيَ [١٣] اثْنَتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَالْوِتْرَ [١٤] لَا تَتْرُكْهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ وَلَا تُشْرِكْ [١٥] بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَعُقَّ [١٦] وَالِدَيْكَ وَلَا تَأْكُلْ [١٧] مَالَ الْيَتِيْمِ ظُلْمًا وَلَا تَشْرَبِ [١٨] الْخَمْرَ وَلَا تَزْنِ [١٩] وَلَا تَحْلِفْ [٢٠] بِاللّٰهِ كَاذِبًا وَلَا تَشْهَدْ [٢١] شَهَادَةَ زُوْرٍ وَلَا تَعْمَلْ [٢٢] بِالْهَوٰى وَلَا تَغْتَبْ [٢٣] أَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَلَا تَقْذِفِ [٢٤] الْمُحْصَنَةَ وَلَا تَغُلَّ [٢٥] أَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَلَا تَلْعَبْ [٢٦] وَلَا تَلْهُ [٢٧] مَعَ اللَّاهِيْنَ وَلَا تَقُلْ [٢٨] لِلْقَصِيْرِ يَا قَصِيْرُ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ عَيْبَهٗ وَلَا تَسْخَرْ [٢٩] بِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلَا تَمْشِ [٣٠] بِالنَّمِيْمَةِ بَيْنَ الْأَخَوَيْنِ وَاشْكُرْ [٣١]

اللهِ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِهٖ وَ [۳۲] اصْبِرْ عَلَی الْبَلَاءِ وَالْمُصِیْبَةِ [۳۳] وَلَا تَأْمَنْ مِنْ عِقَابِ
اللهِ [۳۴] وَلَا تَقْطَعْ اَقْرِبَائَكَ [۳۵] وَصِلْهُمْ [۳۶] وَلَا تَلْعَنْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللهِ [۳۷] وَاَکْثِرْ
مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّهْلِیْلِ [۳۸] وَلَا تَدَعْ حُضُوْرَ الْجُمُعَةِ وَالْعِیْدَیْنِ [۳۹] وَاعْلَمْ
اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَكَ وَمَا اَخْطَاَكَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَكَ [۴۰] وَلَا تَدَعْ
قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ (رواہ الحافظ ابو القاسم بن عبد الرحمٰن بن محمد اسحاق بن مندة والحافظ ابو الحسن علی بن ابی القاسم بن بابویہ الرازی فی الاربعین وابن عساکر والرافعی عن سلمان) **ترجمہ:۔** سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا وہ کیا ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (۱) اللہ پر ایمان لاوے یعنی اس کی ذات وصفات پر (۲) اور آخرت کے دن پر (۳) اور فرشتوں کے وجود پر (۴) اور پہلی کتابوں پر (۵) اور تمام انبیاءؑ پر (۶) اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر (۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے (۸) اور گواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں (۹) ہر نماز کے وقت کامل وضو کرکے نماز قائم کرے کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب ومستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو اور ہر نماز کے وقت اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نیا وضو ہر نماز کے لئے کرے اگرچہ پہلے سے وضو ہو کہ یہ مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام سنن اور مستحبات کا اہتمام کرنا مراد ہے چنانچہ دوسری

روایت میں وارد ہے اِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ یعنی جماعت میں صفوں کا ہموار کرنا کہ کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلا نہ ہے، یہ بھی نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے (۱۰) زکوٰۃ ادا کرے (۱۱) اور رمضان کے روزے رکھے (۱۲) اگر مال ہو توحج کرے یعنی اگر جانے کی قدرت رکھتا ہو توحج بھی کرے۔ چونکہ اکثر مانع مال ہی ہوتا ہے اس لئے اس کو ذکر فرمادیا ورنہ مقصود یہ ہے کہ حج کے شرائط پائے جاتے ہوں توحج کرے (۱۳) بارہ رکعات سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے اس کی تفصیل دوسری روایات میں اس طرح آئی ہے کہ صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت۔ مغرب کے بعد دو رکعت۔ عشاء کے بعد دو رکعت (۱۴) اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے چونکہ وہ واجب ہے۔ اور اس کا اہتمام سنتوں سے زیادہ ہے اس لئے اس کو تاکیدی لفظ سے ذکر فرمایا (۱۵) اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔ (۱۶) اور والدین کی نافرمانی نہ کرے (۱۷) اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھاوے یعنی اگر کسی وجہ سے یتیم کا مال کھانا جائز ہو جیسا کہ بعض صورتوں میں ہوتا ہے تو مضائقہ نہیں (۱۸) اور شراب نہ پیئے (۱۹) زنا نہ کرے (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھاوے (۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے (۲۲) خواہشاتِ نفسانیہ پر عمل نہ کرے (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے (۲۴) عفیفہ عورت کو تہمت نہ لگائے (اسی طرح عفیف مرد کو) (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے (۲۶) لہو ولعب میں مشغول نہ ہو (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو (۲۸) کسی پست قد

کو عیب کی نیت سے ٹھنگنا مت کہو یعنی اگر کوئی عیب دار لفظ ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ اس کے کہنے سے نہ عیب سمجھا جاتا ہو اور نہ عیب کی نیت سے کہا جاتا ہو جیسا کہ کسی کا نام بُدھو پڑ جاوے۔ تو مضائقہ نہیں لیکن طعن کی غرض سے کسی کو ایسا کہنا جائز نہیں —

(۲۹) کسی کا مذاق مت اُڑا (۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر (۳۱) اور ہر حال میں اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر (۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کر (۳۳) اور اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو (۳۴) اعزہ سے قطع تعلق مت کر (۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر (۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر (۳۷) سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر ان الفاظ کا اکثر ورد رکھا کر (۳۸) جمعہ اور عیدین کی حاضری مت چھوڑ (۳۹) اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف و راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی۔ اور جو کچھ نہ پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔

(۴۰) اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ

سلمان رضؓ کہتے ہیں: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو شخص اس کو یاد کر لے اس کو کیا اجر ملے گا! حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ حق سبحانہٗ و تقدس اس کا انبیاءؑ اور علماءؒ کے ساتھ حشر فرماویں گے۔ (فضائلِ قرآن)

حق سبحانہ تعالیٰ ہماری سیئات سے درگذر فرما کر اپنے نیک بندوں میں محض اپنے لطف سے شامل فرمالیں تو اس کی شانِ کریمی سے کچھ بھی بعید نہیں۔ پڑھنے والے حضرات سے بڑی ہی لجاجت کے ساتھ استدعا ہے کہ دعائے خیر سے مرشدی و مولائی حضرت شیخ الحدیث صاحب[1] رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صدقہ میں اس سیہ کار کی بھی دستگیری فرمادیں۔

وَمَا تَوْفِيقِيٓ إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ!

ناکارہ

رَحِیْم بَخْش

عَفَا اللهُ عَنْهُ

مقیم مدرسہ خیر المدارس۔ ملتان شہر!

۲۲ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ بروز چہارشنبہ[2]

طبع چہارم: ربیع الاول ۱۴۰۸ھ۔ مطابق نومبر ۱۹۸۷ء۔

---

[1] افسوس! آج سے پانچ سال پہلے آپ ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۸۲ء بشب جمعرات اپنے خالق حقیقی کی رحمت کی طرف انتقال فرما چکے فرحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً ۱۲ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

[2] آداب تلاوت مع طریقۂ تعلیم حفظ قرآن کافی پہلے طبع ہو چکی تھی۔ طبع ثالث کے موقع پر حضرت قدس سرہٗ نے آخر میں کچھ اضافہ فرمایا تھا۔ یہ تاریخ اُسی حساب سے تحریر شدہ ہے۔ ۱۲ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ضمیمہ

قاعدہ پڑھانے کا مکمل طریقہ

اگر اساتذہ کرام اس میں درج شدہ ہدایات کے مطابق قاعدہ پڑھائیں تو اللہ کے فضل سے قوی امید ہے کہ بچے بہت جلد شناختِ مفردات، ہجاءِ مرکبات اور صحیح ادائیگی پر قادر ہو جائیں گے۔ نیز معصوم بچوں کے سبق سنتے اور پڑھاتے وقت سرزنش کی بھی انشاء اللہ نوبت نہ آئے گی

از:۔
ابو ابراہیم عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عنہ
خادم القرآن جامعہ خیر المدارس ملتان

حاشیہ صفحہ نمبر ۴ سے

قاعدہ پڑھانے کا مکمل طریقہ

تختی ۱ مفردات

اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

۱۔ ابتداء ہی سے حروف کی صحیح ادائیگی پر توجہ دیں ۲۔ تختی ختم ہونے پر الف سے یا تک اور یا سے الف تک پڑھوائیں ۳۔ ادائیگی کے اعتبار سے ملتے جلتے حروف یکے بعد دیگرے دریافت کریں مثلاً ذال۔ زا۔ ظا وغیرہ ۴۔ چھوٹی عمر کے بچوں کو نقطے بھی حفظ کرادیں جیسے الف خالی۔ با کے نیچے ایک نقطہ تا کے اوپر دو نقطے ثا کے اوپر تین نقطے۔ جیم کے نیچے ایک نقطہ الی آخرہ ۵۔ پوری تختی میں سے ٹوٹے ہوئے حروف پوچھیں۔ اور نقطے بھی دریافت کریں۔ کہ ایک نقطہ کی جگہ دو اور دو کی جگہ تین اور تین کی جگہ پر دو نقطے بنا دینے سے کیا فرق ہو جاتا ہے اسیطرح اوپر نیچے نقطوں کے فرق سے کیا حرف بنے گا۔

ہدایت

جب یہ تختی اچھی طرح یاد ہو جائے تو قرآن کریم سے مفرد حرف دریافت کریں۔ نیچے اگر نہ بتا سکیں تو وہی حرف قاعدہ میں دکھلائیں پھر بھی نہ آئے تو خود بتائیں اسی طرح بچوں سے پوچھتے رہیں حتی کہ حرف شناسی اس قدر ہو جائے کہ قرآن کریم یا کسی کتاب سے جو مفرد حرف پوچھیں بغیر سوچے جلد بتا دے اس کے بعد دوسری تختی شروع کرائیں

تختی ۲ مرکبات

یہ تختی لکھنے میں مرکب ہے اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں ۱ ان حروف کو مفردات کی طرح جدا جدا کرکے یاد کرایا جائے ۲ لا۔ میں لام کو سیدھے ہاتھ کی طرف اور الف کو الٹے ہاتھ کی طرف یاد کرائیں ۳ تین حرفی حرف کو پوری طرح سے ادا کرایا جائے مثلاً صب کو صاد۔ با۔ بعض بچے جلدی میں ایسے حروف کو پڑھتے ہوئے غلطی کرتے ہیں یعنی صا۔ با۔ جس سے صاد کی دال حذف ہو جاتی ہے وغیرہ ۴ جو حروف مرکب ہونے کی صورت میں ایک سی صورت پہ لکھے جاتے ہیں ان کو نقطوں کے ردّ و بدل سے یاد کرائیں ۵ امتحاناً معلوم کرتے رہیں کہ ب کے نقطے کو اوپر لگا دیں تو کیا حرف ہو جائیگا اور ت کے نقطوں کو نیچے لگا دیں تو کونسا حرف ہو جائے گا ۶ ت۔ ق کا فرق ذہن نشین کرائیں۔ ۷ أ۔ ؤ۔ ئ۔ ان تین حرفوں کو اس طرح پڑھائیں ہمزہ بشکلِ الف۔ ہمزہ بشکلِ واو۔ ہمزہ بشکلِ یا۔

ہدایت

اس تختی کے ختم ہونے تک اتنی مشق ہو جانی چاہیے کہ قرآن کریم میں سے حروف دریافت کرنے پر بچے فرفر بتلاتے چلے جائیں۔ مثلاً عَبَسَ وَتَوَلّٰی کو اس طرح بتائیں ع ب س و ت و ل ی۔ جبتک اتنی مشق نہ ہو جائے آگے نہ پڑھائیں۔ اسی تختی پر دوبارہ محنت کریں۔

تختی ۳ مُقَطَّعَات

اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔ ۱ غنہ۔ مد اور اخفاء پر خصوصیت سے توجہ دیں ۲ اس تختی میں ۳ حرفی حروف (یعنی جن پر مد کا نشان بھی لگا ہوا ہے۔ ان) پر

پانچ الف یا تین الف کی مقدار میں مد کرائیں ۳ جن حروفِ مقطعات میں دو یا تین مد ہیں کوشش کریں کہ یہ مدات برابر کھینچیں۔ بڑا چھوٹا نہ ہو ۴ میم مشدد پر ایک الف کے برابر غنہ کرائیں ۵ عین کی یا میں دونوں جگہ آواز کو ناک میں نہ لے جانے دیں۔ نیز اس میں پورا مد (طول یا توسط) کی عادت ڈلوائیں۔ گو اس میں قصر بھی جائز ہے لیکن ضعیف ہے ۶ کھٰیٰعٓصٓ میں عین کے بعد اور عٓسٓقٓ میں عین اور سین کے بعد اخفاء خاص توجہ سے کرائیں ۷ طٰسٓمٓ کو اس طرح پڑھائیں طا۔ سِیْنْ۔ مِیْمْ ۸ الٓمٓ اللّٰہُ کو اس طرح پڑھائیں اَلِفْ لَآمْ۔ مِیْمَ۔ اللّٰہُ۔ اس میں مِیْمَ پر قصر و طول دونوں جائز ہیں۔ سمجھ دار بچوں کو سمجھا دیں۔ اس پر مد کرتے وقت آواز ناک میں نہ جانے دیں۔ اکثر بچے بے احتیاطی سے پڑھتے ہیں۔ آواز ناک میں چلی جاتی ہے جو غلط ہے۔

تختی ۱۴ حرکات

اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

۱ زبر اوپر، زیر نیچے، پیش مڑا ہوا، یاد کرائیں۔ بعد میں حرف پر لگی ہوئی حرکات دریافت کریں ۲ جس الف پر زبر، زیر، پیش یا جزم میں سے کوئی ہو وہ ہمزہ کہلاتا ہے ۳ زبر منہ اور آواز کھول کر، زیر منہ اور آواز پست (نیچی) کر کے پیش دونوں ہونٹ ناتمام ملا کر ادا کرائیں ۴ حرکات کو قطعاً نہ کھینچنے دیں ورنہ پیش کے کھینچنے سے واؤ معروف اور زیر کے کھینچنے سے یائے معروف پیدا ہو جائے گی جو سنگین غلطی ہے ۵ جلدی نہ پڑھنے دیں کہ جھٹکا محسوس ہونے لگے ۶ زیر اور پیش کی صورت میں حروف کو مجہول نہ ہونے دیں ۷ تختی مکمل ہونے پر اوپر سے نیچے کی طرف نیچے سے

اوپر کی طرف اور بائیں سے دائیں کی طرف پڑھائیں نیز ہجاء کے ساتھ اور بغیر ہجاء دونوں طرح پڑھائیں نمبر۹ مختلف حروف پر انگلی رکھ کر پوچھیں کہ حرکت صحیح بتاتا ہے کہ نہیں۔ مثلاً زیر والے حرف کو زبر والا حرف تو نہیں کہتا۔

ہدایت نمبر۱ زبر، پیش والی را اور حروف مستعلیہ جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے یہ حروف پُر پڑھے جاتے ہیں لیکن ان کی ادائیگی کے وقت زبر اور زیر کی صورت میں ہونٹ گول نہ ہونے دیں۔ اور زیر والی را کو احتیاط سے باریک پڑھائیں۔ اس میں اکثر بچے غلطی کرتے ہیں۔

ہدایت نمبر۲ حرکات کی صحیح شناخت ہونے پر اگلی تختی شروع کرائیں۔

تختی نمبر۵ تنوین اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں نمبر۱ بچے کو بتائیں کہ دو زبر، دو زیر، دو پیش کو "تنوین" کہتے ہیں۔

نمبر۲ (مًا) زبر کی تنوین میں الف کا نام نہ لیا جائے ایسے ہی (دٍی) میں یا کا نام بھی نہ لیا جائے نمبر۳ اس تختی کو اس طرح پڑھائیں میم دو زبر مًن میم دو زیر مٍن، میم دو پیش مٌن۔ مًن۔ مٍن۔ مٌن الی آخرہٖ۔ اس طرح جوڑ کے ساتھ تختی مکمل ہونے کے بعد مستقلاً بغیر جوڑ کے بھی پڑھائیں۔ نیز اوپر نیچے الٹا سیدھا بھی سنیں تاکہ شناخت پختہ ہو۔ نمبر۴ اس تختی کو روانی سے پڑھنے کی دونوں (اظہار، اخفاء) طرح مشق کرائیں۔ اظہار یعنی غنہ کے بغیر پڑھائیں اخفاء یعنی غنہ کے ساتھ پڑھائیں۔ جس کی مقدار کشش ایک الف کے برابر ہے نمبر۵ تختی ختم ہونے پر تختی نمبر۴ اور اس تختی نمبر۵ کے حروف کی حرکت اور تنوین کی تمیز معلوم کریں۔ اس کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ تنوین والی تختی میں سے

جس حرف کو دریافت کیا جائے وہی حرف حرکات والی تختی میں سے دریافت کریں مثلاً سین دو زیر سٍ اور سین زیر سِ وغیرہ اس طرح مکمل شناخت ہونے پر اگلی تختی شروع کرائیں۔

تختی ۶ حرکات وتنوین

اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں ۱۔ اس تختی کو ہجاء اور رواں دونوں طرح پڑھائیں ۲۔ حرف اور حرکت کا نام لینے کو ہجاء (جوڑ) کہتے ہیں۔ اور حرکت والے حرف کے ادا کرنے کو رواں کہتے ہیں ۳۔ ہجاء بچوں ہی سے نکلوائیں۔ اور یہ خیال رکھیں۔ کہ ہجے کرنے میں حرکات کو گھٹائیں اور بڑھائیں نہیں ۴۔ جب حرف یا حرکت کو بچہ صحیح نہ بتا سکے تو آپ خود بتانے میں جلدی نہ کریں بلکہ تختی ۱۷ (حرکات) و تختی ۵ (تنوین) میں سے اُسی حرف پر انگلی رکھ کر بچے سے دریافت کریں۔ اس طرح چند بار کرنے سے انشاء اللہ بچے خود ہی صحیح ہجاء کرنے پر قادر ہو جائیں گے ۵۔ ملانے کا طریقہ خود بتائیں۔ اور وہ یہ ہے۔ ہر دوسرے حرف کا ہجاء (جوڑ) کر کے پہلے والے حرف کو ملا کر پڑھیں جیسے اَبَدًا میں۔ ہمزہ زبر اَ۔ با زبر بَ۔ اَبَ = دال دو زبر دًا اَبَدًا۔ اسی طرح ھُمَزَۃٍ میں ہا پیش ھُ۔ میم زبر مَ۔ ھُمَ = زا زبر زَ ھُمَزَ۔ تا دو زیر ۃٍ۔ ھُمَزَۃٍ اس طرح پر ہجاء اور رواں دونوں طرح لفظ گرفت میں رہتا ہے آگے چل کر بچے کو آسانی رہتی ہے ۶۔ لفظ اَنَاْ کو روانی میں اَنَ پڑھائیں ۷۔ رواں پڑھاتے وقت ادائیگی حروف صحیح ہونا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ یہی تختی اصل بنیاد ہے۔ اس اصول کو مشق کی تمام تختیوں میں پیش نظر رکھیں۔

تختی ۳ (کھڑا زبر، کھڑی زیر، الٹا پیش کی تختی) اس میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں ۱۔ اس تختی میں حروف پر لگی ہوئی حرکات کو ایک الف کی مقدار لمبا کرائیں ۲۔ تختی ۲ حرکات اور تختی ۵ تنوین سے مقابلہ کرا کر ان حروف کو یاد کرائیں مثلاً زبر کی مشق۔ بٰ کھڑا زبر با کھینچ کر۔ بَ زبر بَ بغیر کھینچے۔ اور بًا دو زبر بَن غنہ کے ساتھ = زیر کی مشق بٖ کھڑی زیر بی کھینچکر۔ بِ زیر بِ بغیر کھینچے۔ بٍ دو زیر بِن غنہ کے ساتھ = پیش کی مشق بٗ الٹا پیش بُو کھینچ کر۔ بُ پیش بُ بغیر کھینچے بٌ دو پیش بُن غنہ کے ساتھ = اسی طرح تمام حروف میں پڑھی اور کھڑی حرکات کو ذہن نشین کرادیں۔ ۳۔ اس تختی کو اوّل سے آخر، آخر سے اوّل، اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر کو سنیں۔ غرض جس طرح بچوں سے پوچھیں۔ فوراً بتلادیں۔

فائدہ اس تختی میں پہلا حرف (ب) ابدال ہے اس کے بعد چھ حروف یرملون۔ پھر چھ حروف اظہار باقی پندرہ حروف اخفاء کے ہیں اگر بچے ہوشیار ہوں ان کو یہ یاد کرادو۔ گاہ بگاہ دریافت کرتے رہو۔

تنبیہ اِس تختی میں نون و میم کو غنہ ہونے سے بچایا جائے۔ استاذ صاحب کے اس طرف خیال نہ کرنے سے بچے ان حرفوں کے آخر میں نون غنہ پڑھنے لگتے ہیں۔ میم کھڑا زبر مَان۔ میم کھڑی زیر مِیْن۔ میم الٹا پیش مُون۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے اس سے احتیاط اشد ضروری ہے۔

تختی ۸ مدولین ہوشیار بچوں کو شروع ہی میں سمجھا دو کہ جس حرف کے بعد الف یا جزم والا حرف ہو اس کو

علیحدہ نہیں پڑھتے بلکہ الف یا جزم والے حرف کے ساتھ ملا کر دونوں کو پڑھتے ہیں یہ تختی دو حصوں میں تقسیم ہے پہلے حصہ میں **حروف مدہ پڑھنے کا طریقہ** ہے مَدّ کے معنی کھینچنے کے ہیں۔ اس تختی میں حروف کو مد کے ساتھ (کھینچکر) پڑھا جائے گا ۱ حروف مدہ تین ہیں (۱) الف ساکن کہ اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے بَا ، (۲) واؤ ساکن کہ اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے بُوْا ، (۳) یا ساکن کہ اس سے پہلے حرف پر زیر ہو جیسے بِیْ ۲ حروف مدہ اور کھڑی حرکات کے ہجے اور رسم الخط میں فرق ہے ادائیگی میں فرق نہیں ہے۔ یہ حروف اگلے حرف سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں ایک الف کی مقدار کھینچکر پڑھے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ حرف مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو ۳ اس تختی میں حروف مدہ کے ساتھ ہجا اس طرح کرائیں ب الف زبر بَا ، ب واؤ پیش بُوْا ، ب یا زیر بِیْ ، ہجے کے بعد رواں بھی پڑھائیں۔ لیکن جدا جدا کر اکر کیونکہ بعض بچے ایک ہی سانس میں تیزی سے بَا بُوْ بِیْ کہنے کی عادت ڈال لیتے ہیں جس سے عموماً حرف مد غائب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس تختی میں حرف مد کی تعلیم ہی اصل ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ مقدارِ کشش میں تینوں حرف برابر رہیں کہ جس قدر الف کھینچیں اُسی قدر وٗ مدہ اور یٖ مدہ کو بھی کھینچیں کمی بیشی نہ کریں ۴ پُر، باریک اور نرم حرف کا خیال رکھیں مثلاً رِیْ میں کیونکہ اس سے پہلے رَا ۔ رُوْ پُر پڑھے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے بچے رِیْ کی رَا کو بھی پُر پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ اسے باریک پڑھنا چاہیئے ۵ اس تختی میں بھی نون و میم کو غنہ ہونے سے بچایا جائے۔

تختی ۸ دوسرا حصہ حروفِ لین

(نرمی والے حروف)

۱۔ حروفِ لین دو ہیں (۱) واؤ ساکن کہ اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے بَوْ (۲) یا ساکن کہ اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے بَیْ۔ ۲۔ حروفِ لین کو اس طرح پڑھائیں ب واؤ زبر بَوْ ب یا زبر بَیْ = بَوْ۔ بَیْ = ۳۔ ان کو ادا کرتے وقت حروفِ مدہ کی طرح کھینچنے نہ دیں اور جدا جدا کرکے پڑھنے کی عادت ڈلوائیں تاکہ بچے ایک ہی سانس میں تیزی سے نہ پڑھنے لگیں کہ حرفِ لین ہی حذف ہو جائے ۴۔ اکثر بچے لاپرواہی سے ان حروف کو مجہول پڑھنے لگتے ہیں اس سے بچوں کو بچایا جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ استاذ صاحب خود بچے کے سامنے ان کو نرمی سے ادا کریں اور پھر بچے سے بھی نرمی سے کہلوائیں ۵۔ اس تختی ۸ مکمل ہونے پر امتحاناً حروفِ لین میں سے کسی ایک حرف کو پوچھیں پھر اُسی حرف کو حروفِ مدہ کی تختی میں سے دریافت کریں مثلاً خَوْ خَیْ۔ خُوْ۔ خِیْ = وغیرہ۔ اس طرح مکمل شناخت ہونے پر اگلی تختی شروع کرائیں ۶۔ اس تختی (مد ولین) کو بھی ہجاء و رواں دونوں طرح پڑھائیں۔

تختی ۹

اس میں بڑی، کھڑی حرکات، تنوین، مد ولین پر مشتمل الفاظ ہیں جن کی مشق پر خوب توجہ دیں ۱۔ اس تختی میں چند کلمات ہیں جن میں مد متصل (ملا ہوا) وہ مد جس کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں مل کر آ رہا ہے اس مد کی مقدار ِ کشش دو، اڑھائی، چار الف ہے جیسے جَآءَ۔ جَآئِیْ۔ عَطَآءً وغیرہ ۲۔ جَآءَ وغیرہ کے ہجے اس طرح کرائیں۔

جیم۔ الف۔ مد۔ زیر جا۔ ہمزہ، زبر ءَ جاءَ = ۳ جائی ئیں الف رسماً ہے پڑھنے میں نہیں آئے گا۔ اس کے ہجے اس طرح کرائیں۔ جیم۔ یا۔ مد۔ زیر جی ہمزہ زیر ءِ جیءِ ۴ راکو زبر پیش کی صورت میں پُر اور زیر کی صورت میں باریک پڑھائیں۔

تختی ۱۰ جزم

(جزم کے ساتھ حروف کو پڑھنے کی تختی) اگر بچے ہوشیار ہوں تو یہ سمجھا دیں (۱) دال کی طرح مڑے ہوئے کو جزم اور جس حرف پر ہو اس کو ساکن کہتے ہیں (۲) ساکن حرف پڑھنے میں اپنے پہلے حرف سے مل کر صرف ایک مرتبہ پڑھا جاتا ہے (۳) اساتذہ کو چاہیے کہ اس تختی کی مشق ہی تک کرائیں جس طرح ہمزہ کو تمام حرفوں سے ملایا ہے اسی طرح تمام حرفوں کو باری باری سب حرفوں سے ملا کر پڑھنے کی بھی مشق کرائیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ واؤ ساکن سے پہلے کوئی حرف زیر والا اور یائے ساکن سے پہلے کوئی حرف پیش والا نہیں ہوا کرتا۔ اس تختی میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں ۱ ساکن حرف کو جھٹکے سے ادا کرائیں ۲ متشابہ الصوت حروف کی صحیح ادائیگی پر خاص خیال رکھیں مثلاً ث۔ س = ذ ز = ض۔ ظ = ض۔ غ۔ اور اسی طرح ت۔ ط = ق۔ ک = ء۔ ع = ان کی ادائیگی میں تصحیح خوب اہتمام سے کرائیں ۳ عین ساکن کی صحیح ادائیگی سکھائیں کہ اس میں اکثر بچے غلطی کرتے ہیں بعض الف کی مانند اور بعض ہمزہ کی طرح پڑھتے ہیں ۴ حروف قلقلہ (جن کا مجموعہ قُطْبُ جَدٍ ہے) کی بھی صحیح مشق کرائیں کیونکہ قلقلہ کی صفت (کہ ان حروف کو پڑھتے وقت ان کے مخرج میں جنبش ہونا) سکون ہی کی حالت میں ظاہر

ہوتی ہے ۔ بچوں کو اس تختی میں یہ سمجھا دیں کہ را پر جزم ہونے کی حالت میں اس سے پہلے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو را پُر ہوتی ہے اور اگر اس سے پہلے حرف کی زیر ہو تو را باریک ہوتی ہے ۔

تختی ۱۱ مشق سکون

۱ نون ساکن و تنوین کے بعد حروف حلقی (ہمزہ ۔ ہا ۔ عین ، حا ، غین خا) اور لام ۔ را میں سے کوئی آجائے تو غنہ نہیں ہوتا ۲ بعض قاعدوں میں اس تختی کے اندر دُنْیَا ۔ قِنْوَانٌ ۔ صِنْوَانٌ ۔ بُنْیَانٌ یہ چار کلمات لکھی ہیں ان میں غنہ نہیں ہوتا بچوں کو یہ بات سمجھا دیں ۳ را کے پُر باریک کے قواعد کو ملحوظ رکھکر یہ تختی پڑھائیں ۴ متحرک اور ساکن حروف کے درمیان جتنے حروف ہوں ۔ وہ ہجے اور رواں میں نہیں پڑھے جائیں گے مثلاً فَارْغَبْ میں فا متحرک اور را ساکن کے درمیان ایک حرف الف ہے یہ نہیں پڑھا جائے گا ۔ اسی طرح مَاالْقَارِعَةُ میں میم متحرک اور لام ساکن کے درمیان دو الف ہیں دونوں نہیں پڑھے جائیں گے ۵ وقف کرنے کا طریقہ اس تختی میں بچوں کے ذہن نشین کرا دیں ۶ وقف میں آواز اور سانس دونوں ختم ہو جاتے ہیں ۷ جب کسی کلمہ پر وقف کرنا ہو تو سب سے آخری حرف کو ساکن کر دیں اگر ساکن نہ ہو ۸ اگر آخری حرف پر دو زبر ہیں ۔ تو وقف کے وقت وہاں الف پڑھا جائے گا ۔ الف لکھا ہوا ہو یا نہ ہو بشرطیکہ وہ آخری حرف گول ۃ نہ ہو ۹ گول ۃ پر وقف ہا کے ساتھ ہو گا جیسے مُؤْصَدَة ۱۰ جس کلمہ پر وقف کرانا ہو تو اس کے ہجے کا طریقہ مثلاً مُؤْصَدَةٌ ۔ میم ہمزہ پیش مُؤْ ۔ صاد زبر صَ ۔ مُؤْصَ ۔ دال زبر دَ ۔ مُؤْصَدَ تا دو پیش ةٌ مُؤْصَدَةٌ ۔

آگے وقف مُؤْصَدَۃ = ۱۱ اَلْئِنَ کا ہجا۔ ہمزہ، لام، مد، کھڑا زبر آلْ ہمزہ کھڑا زبر ءٰ۔ آلْءٰ۔ نون زبر نَ۔ آلْئٰنَ = اسی کے ساتھ "آللّٰہُ" کا ہجا بھی ذہن نشین کرادیں۔ ہمزہ، لام، مد، کھڑا زبر آلْ لام کھڑا زبر لا۔ آلْلٰ۔ ہا پیش ہُ آللّٰہُ = ۱۲ مجریٰھا کا کلمہ ـــــ اس کی را کو قطرے کی را کی طرح پڑھا جائے گا۔ اس کو امالہ کہتے ہیں۔ اور ہجا میں را کھڑی زیر رے (مجہول) پڑھیں گے۔

تختی ۱۲ تشدید

اگر بچہ ہوشیار ہو تو یہ سمجھادیں (۱) تین دندانے کو تشدید یا شد اور جس حرف پر ہو اس کو مشدد کہتے ہیں (۲) مشدد حرف پڑھنے میں دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے ایک مرتبہ اپنے سے پہلے حرف سے مل کر، دوسری مرتبہ خود اپنی حرکت کے ساتھ جیسے ہمزہ بازبر اَبْ۔ بازبر بَ = اَبَّ = مشدد حرف پڑھنے میں سختی کے ساتھ ذرا رُک کر پڑھا جاتا ہے (۳) مشدد حرف اور اس کے ماقبل حرف کی حرکات کے اعتبار سے ملا کر پڑھے جانے کی اٹھارہ ۱۸ صورتیں ہیں اس تختی میں اختصار کی غرض سے صرف تین حرفوں میں اس کو جاری کیا گیا ہے اساتذہ کو چاہیئے کہ باقی زبانی مشق کرادیں اور ہر ایک حرف کو تمام حرفوں سے ملا کر دریافت کریں۔

ہدایت مشدّد حروف کو ادا کرتے وقت کھینچے نہ دیں۔

تختی ۱۳

اس میں تشدید کی مشق ہے رواں اور ہجے دونوں طرح پڑھنے کی مشق کرائیں درج ذیل امور کا خیال رکھیں ۱ نون، میم مشدد پر غنہ کرائیں جیسے یَظُنُّ۔ ثُمَّ = ۲ لام، را، نون، واؤ، یا، مشدد پر وقف میں تشدید خیال سے ادا

کرائیں جس کی مثالیں بعض قاعدوں میں یہ ہیں۔ لام ۔ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ ۔ راء ۔ وَالۡمُعۡتَرَّ ۔ نون ۔ عَلَيۡهِنَّ ۔ واو ۔ عَدُوٌّ ۔ یا عَلَى النَّبِيِّ ۔ ۳۔ لَا تَاۡمَنَّا اس میں ادغام بالاشمام کی مشق کرائیں۔

ف۔ اشمام ہونٹوں کے اشارہ سے پیش کو ظاہر کرنے کا نام ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ میم کو نون کے ساتھ ملانے کے بعد اور نون کی زبر شروع کرنے سے پہلے ہونٹوں کو گول کر کے ایسا بنا دیں جیسا پیش پڑھنے کے وقت بنتے ہیں یعنی ہونٹوں کی صرف شکل پیش والی بن جائے آواز پیش والی ہرگز نہ ہو ۔ ۴ءَاَعۡجَمِيٌّ کی تسہیل ۔ اس میں دوسرے ہمزہ کو تسہیل (نرم) سے پڑھنا روایت حفص میں واجب ہے اس کو خیال سے ادا کرائیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ دوسرے ہمزہ کو نرم کر کے اس طرح پڑھائیں کہ نہ وہ پورا ہمزہ رہے اور نہ الف بنے بلکہ دونوں کے درمیان درمیان ہو جاوے۔

ہدایت اگر بچہ کم عمری کی وجہ سے اسے صحیح طور پر ادا نہ کر سکے تو اس پر زیادہ وقت نہ لگائیں۔ قرآن کریم میں اپنے مقام پر صحیح ہو جائے گا۔

تختی ۱۴ اس میں تشدید مع سکون کی مشق ہے۔ اس کے متعلق بیش تر باتیں پہلے آچکی ہیں۔ البتہ بعض قاعدوں میں اَحَطۡتُّ وغیرہ اور اَلَمۡ نَخۡلُقۡكُّمۡ کلمات ہیں جن کی ادائیگی میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے ۔ ۱۔ لَئِنۡۢ بَسَطۡتَّ، مَا فَرَّطۡتُّمۡ، اَحَطۡتُّ، مَا فَرَّطۡتُّ ۔ ان کلمات میں طا کا تا میں ادغام ناقص ہوتا ہے جس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طا کو اس کی صفتِ استعلاء واطباق اور قلقلہ کے بغیر تا میں ادغام کر کے ادا کیا جائے کہ طا کی بو ہو

لیکن ادا نہ ہو اس کو ادغام ناقص کہتے ہیں اس کی مشق پر خصوصی توجہ دیں ۲ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں قاف کا کاف میں ادغام کامل اور ادغام ناقص دونوں جائز ہیں۔ لیکن ادغام کامل کہ قاف کی صفت استعلاء کو بھی باقی نہ رکھا جائے (یعنی پڑھنے میں قاف کا اثر بالکل نہ رہے) یہی اولیٰ اور صحیح تر ہے۔

تختی ۱۵ تشدید مع تشدید کی مشق اس تختی میں دو حرف مشدد اکٹھے ہیں۔ ہر مشدد حرف کو صاف صاف، صحیح طور پر ادا کرائیں۔ اکثر بچے لاپرواہی سے پڑھنے کے سبب پہلی تشدید کو حذف کر دیتے ہیں۔

تختی ۱۶ اس تختی میں حرفِ مد، کو مشدّد حرف کے ساتھ پڑھنے کی مشق ہے درج ذیل امور کا خیال رکھیں ۱ ان کلمات میں پہلے حرف کو حرفِ مد اور مشدد حرف کے ساتھ ملا کر پڑھنا ہوتا ہے ۲ ہجاء اور رواں دونوں طرح پڑھنے کی خوب مشق کرائیں ۳ ضَآلّٓ وغیرہ کے ہجاء اس طرح کرائیں ضاد، الف، لام، مد، زبر، ضَآلْ۔ لام دو زبر لًّا۔ ضَآلًّا = اَتُحَآجُّوْنِّیْ کے ہجاء ہمزہ زبر اَ۔ تا پیش تُ۔ اَتُ۔ حا، الف، جیم، مد، زبر حَآجَ = اَتُحَآجَ۔ جیم، واو، نون، مد پیش جُّوْنَ (غنہ کے ساتھ) اَتُحَآجُّوْنَ = نون، یا، زیر نِیْ۔ اَتُحَآجُّوْنِّیْ =

ہدایت اس تختی میں اکثر مد مدّ لازم ہے جس کی مقدارِ کشش طول (یعنی تین الف یا پانچ الف) ہے۔

خاتمہ - اجرائے قواعد

اس میں زیادہ تر پہلی تختیوں کی مشق ہے۔ البتہ بعض کلمات نئے ہیں۔ جن میں نون ساکن ونون تنوین کے بعد حروف یرملون کے پڑھنے کی مشق ہے جس کا قاعدہ یہ ہے کہ نون ساکن وتنوین کے بعد را۔ لام آویں تو نون ساکن وتنوین کا را و لام میں ادغام کر کے ایک مشدد حرف بنا کر بغیر غنہ کے ادا کرائیں جیسے مِنْ رَّبِّكَ۔ اُكُلاً لَّمًّا۔ اور اگر نون ساکن وتون تنوین کے بعد یَنْمُوْ کے چار حرفوں میں سے کوئی حرف آجائے تو ساکن وتنوین کو اس حرف سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرائیں۔ جیسے خَيْرًا يَّرَهٗ وغیرہ ۔۲ **ہجاء کا طریقہ** جو حرف پڑھنے میں نہ آئے اس کا ہجاء کرتے وقت یہی نام نہ لیں مثلاً مِنْ رَّبِّكَ کہ اس کا ہجاء کرتے وقت: نون کا نام نہیں لینگے یوں کہیں گے میم، را زیر مِنْ رَ بغیر غنہ کے۔ را، با زبر رَبَ۔ مِنْ رَّبَ۔ با زیر بِ۔ مِنْ رَّبِّ۔ کاف زبر كَ۔ مِنْ رَّبِّكَ ۔۳ فَمَنْ يَّعْمَلْ کے ہجاء اس طرح کرائیں، فا زبر فَ میم نون، یاء زبر مَيْ غنہ کے ساتھ فَمَيْ = یا۔ عین زبر يَعْ ۔ فَمَنْ يَّعْ = میم لام زبر مَلْ ۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ غنہ کے ساتھ پڑھائیں ۔۴ بعض کلمات میں نون ساکن وتنوین کے بعد باء ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ نون ساکن ونون تنوین کو خالص میم سے بدل کر اس میم کو غنہ اور اخفاء شفوی سے ادا کرائیں۔ اس طرح پڑھنے کو اقلاب کہتے ہیں جیسے مَنْۢ بَخِلَ کو مَمْ بَخِلَ غنہ اور اخفاء سے ہجاء اس طرح کرائیں۔ میم، میم زبر مَمْ غنہ کے ساتھ۔ با زبر بَ ۔ مَمْ بَ خا زیر خِ مَمْ بَخِ ۔ لام زبر لَ مَمْ بَخِلَ = اسی طرح نون تنوین کے ہجاء کرائیں

مثلاً لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ میں تین میم دوزبر غم دغنہ واخفاء سے پڑھائیں اس طرح کے تمام کلمات میں نون ساکن ونون تنوین کو میم سے بدل کر نرمی کیساتھ پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم

تعلیمی نظامُ الاوقات

بعد نمازِ ظہر :۔ تعلیمی وقت ۔ ۲½ گھنٹے (تقریباً)

دو سے زیادہ سپاروں والے طلبہ :۔ اگلے روز سُنائے جانے والے سپاروں کو پھرا دیں۔ پھر ہر طالب علم از خود مطالعہ نکالے ۔ جو لفظ نہ آئے اس کا ہجا کرے ۔ اس کے بعد استاذِ محترم ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بُلا کر ایک ایک آیت کر کے سبق کہلائیں اور اس سے سُنیں۔

طلبہ سبق لے کر محنت اور شوق سے یاد کرنا شروع کریں کہ عصر سے قبل نیم پُختہ ہو جائے

قاعدہ اور رسم الخط والے طلبہ :۔ ان بچّوں کا تعلیمی وقت ظہر سے عصر تک رکھیں نمازِ ظہر کے فوراً بعد استاذِ محترم "اَبْجَدْ ھَوَّزْ" بچّوں کا سبق خود بھی یاد کرائیں اور گردان والے طلبہ سے بھی یاد کرا کر سُنیں اور آگے سبق دیں۔

ابتدائی دو پارے تک کے طلبہ :۔ زیادہ سپاروں والوں کو عصر سے قبل سبق کہلوانے کے دوران ۔ اِن ابتدائی پارے والے طلبہ کو بھی بُلا

لیں، اپنے پاس بٹھا کر سبق کے ہجار کرائیں، اور آیت آیت کر کے یاد کرائیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان بچوں کو دوپہر کی چھٹی سے قبل آگے سبق دیدیا جائے تاکہ شام کو دقت نہ ہو۔

بعد نمازِ مغرب: —— تعلیمی وقت ۱½ گھنٹہ (تقریباً)

دو سے زیادہ سپاروں والے طلبہ: سبق یاد کر کے آپس میں سنا کر غلطیاں نکلوائیں۔ پھر خوب پختہ کر کے استاذ محترم کو سنائیں۔ سبق صحیح ہونے پر سبقی پارہ یاد کرنا شروع کریں۔

ابتدائی دو پارے تک کے طلبہ: نماز مغرب کے فوراً بعد ان کا سبق یاد کرا کر سبق لیا جائے۔ ان بچوں کا سبق علی الصبح دوبارہ ضرور سنا جائے۔ اس کے بعد —— دو پاروں تک پچھلا تمام پارہ سنا جائے۔ دو پاروں سے زیادہ ہونے پر سپاروں کی تقسیم کرلی جائے۔

بعد نمازِ عشاء: —— تعلیمی وقت { موسم سرما —— ایک گھنٹہ / موسم گرما —— دو گھنٹے }

عشاء کے بعد اگلے دن کی منزل شروع کریں۔ جن کا سبق یاد نہ ہوا ہو وہ سبق یاد کر کے منزل پڑھیں۔ مقررہ وقت پر چھٹی کر کے جلد سو جائیں۔

اذان فجر سے قبل بیدار ہوں: — { موسم سرما - ۱½ گھنٹہ پہلے / موسم گرما - ۱ گھنٹہ پہلے }

قضائے حاجت اور وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر تہجد کی نیت سے آٹھ یا چار رکعات پڑھیں۔ اور کامیابی کے لئے دعا کریں۔ (یہ سب کچھ بیس منٹ تک ہو جانا چاہیئے) اس کے بعد —— سبق یاد کر کے سنائیں اور پھر سبقی پارہ۔

اگر استاذ محترم درسگاہ میں موجود ہوں۔ ورنہ سبق اور سبقی پارہ کو اچھی طرح یاد کریں

بعد نماز فجر: ——— تعلیمی وقت ۔ ہر موسم ۵ گھنٹے (تقریباً)

جو طلبہ نماز سے قبل سبق اور سبقی پارہ سے فارغ ہو گئے ہوں وہ اب تعلیمی کام شروع ہونے پر حسب ہدایت استاذ محترم سپارے سنیں اور سنائیں۔
جو طلبہ نماز سے قبل فارغ نہ ہوئے ہوں۔ وہ اب سبق اور سبقی پارہ سنا کر سپارے سنائیں ——— (یہ کام تقریباً سوا دو گھنٹے تک ہو جانا چاہیے)
سننے سنانے سے فراغت پر سبقی پارہ اور سپاروں کی غلطیاں یاد کر کے سنائیں اگر وقت میں گنجائش ہو۔ ورنہ چھٹی کے بعد یاد کریں ——— سبقی پارہ یا سپارہ کچا ہونے پر عصر کے بعد چھٹی بند کر دی جائے ——— سپاروں سے فراغت کے بعد منزل پوری کریں۔ اور رکوعات مشکل مقامات متشابہات والی آیات وغیرہ کو اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں اور پھر منزل سنائیں۔

ھدایات

۱۔ آخری سوا گھنٹہ منزل سننے سنانے کے لیے وقف کریں جس کی منزل صحیح ہو اس کو وقت پر چھٹی دیدی جائے۔
جو طالب علم منزل صحیح نہ سنا سکے اُسے دوبارہ منزل پڑھنے کو کہا جائے اور دوپہر کی چھٹی کچھ دیر کے لئے بند کر دی جائے۔ تاکہ اسے احساس ہو اور اپنے وقت میں سپارہ یاد کرنے اور منزل صحیح پڑھنے کی عادت ڈالے۔ ۲۔ جو بچے چھٹی سے قبل تعلیمی کام صحیح اور پورا کر لیں انہیں وقت پر چھٹی دیدی جائے۔ چھٹی کے بعد ضروریات سے فارغ ہو کر کھانا کھائیں اور فوراً سو جائیں۔
۳۔ ظہر کی اذان پر بیدار ہو کر نماز ظہر ادا کریں۔ دوپہر کی چھٹی میں بچوں کو آوارہ پھرنے اور کھیلنے سے روکا جائے اور آرام کرنے کی تاکید کی جائے۔ بہتر تو یہ ہے کہ استاذ محترم بچوں کو اپنی یا با اعتماد طالب علم کی نگرانی میں سلائیں تاکہ بعد نماز ظہر

تعلیمی کام صحیح کر سکیں ـــــ

تحفیظِ قرآن کے چند بنیادی اصول

نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم۔ امّا بعد! راقم کی کوئی ایسی حیثیت نہیں کہ حضرات اساتذہ کرام کی خدمت میں تحفیظ قرآن کی بابت کوئی لب کشائی کرے مگر بعض مقامات پر تعلیمی اصولوں اور تربیتی ضابطوں کی خلاف ورزی دیکھ کر دل کڑھتا ہے ـــــ تحفیظِ قرآن پاک کے سلسلہ میں جو تجربات سامنے آئے اور جن ضروری باتوں کا تذکرہ حضرتِ اقدس والد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ سے بھی بارہا سُنا اُن کی ایک جامع تلخیص پیشِ خدمت ہے کہ وہ ایک دفعہ قرآن پاک کے اساتذہ کی نظر سے گذر جائے۔ بندہ خود محتاجِ دعا ہے۔ تاہم اتنی گذارش ہے کہ ان اصولوں پر عمل کے مُفید نتائج ان شاء اللہ العزیز، توقع سے بڑھ کر سامنے آئیں گے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

۱ ـــــ جس جگہ بھی ہوں بہ نیّتِ حصولِ رضائے الٰہی پڑھائیں۔

۲ ـــــ تنخواہ کو اُجرت نہ سمجھیں۔

۳ ـــــ تنخواہ میں کمی بیشی کی خاطر جگہیں نہ بدلیں۔ حتی الامکان ایک ہی جگہ جم کر پڑھائیں۔

۴ ـــــ مستقل طور پر پڑھانے والے حضرات ٹیوشن پڑھانے سے احتراز کریں، بالخصوص کسی کے مکان میں جا کر۔

۵ ـــــ بوقتِ تعلیم باوضو رہیں۔ کیونکہ دورانِ تعلیم قرآن کریم کو ہاتھ لگانے

کی بار بار نوبت آتی ہے ● ۶ — تعلیم کا وقت درسگاہ میں پورا کرنے پر سختی سے کاربند رہیں کیونکہ یہ معاہدہ ہے مدرس اور مہتمم کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر تعلیمی وقت میں مدرسہ سے باہر نہ جائیں ● ۷ — بوقتِ ضرورت درسگاہ سے باہر جانے پر با اعتماد، ہوشیار نگران مقرر کریں۔ نیز ضرورت پوری ہوتے ہی درسگاہ میں جلد لوٹیں۔ زیادہ وقت باہر نہ رہیں ● ۸ — دوران تعلیم طلبہ سے زیادہ خود ہوشیار، مستعد اور چاق و چوبند بیٹھیں کہ ہر بچہ یہ خیال کرے کہ استاذ مجھے ہی دیکھ رہا ہے ● ۹ — تعلیم سے غیر متعلق امور کو دل و دماغ میں جگہ نہ دیں۔ بلکہ اپنی تمام تر ذہنی توانائی بچوں کی اصلاح و تربیت اور تعلیم پر صرف کریں ● ۱۰ — چھٹی سے پندرہ منٹ قبل کام کے متعلق محاسبہ کریں کہ سب بچے کام سے فارغ ہو گئے کہ نہیں؟ اگر کسی بچہ کا کام رہتا ہو تو اس کو بھی فارغ کریں ● ۱۱ — قرآن مجید ختم ہونے پر اسی کتاب میں ص ۵۹ پر دیئے ہوئے طریقہ کے مطابق گردان کرانے کے بعد تقریباً چھ ماہ تک کم از کم تین پارے روزانہ سنے جائیں اور اپنی نگرانی میں دس پارے منزل پڑھوا کر اس میں سے امتحاناً چند رکوعات سنے جائیں۔ رکوعات آواز سے اور آرام سے پڑھوائیں۔ نیز سورتوں کے نام، رکوع نمبر، اور متشابہات پوچھے جائیں —

● ۱۲ — متشابہ نہ بتلانے پر سوچنے کا موقع دیں پھر بھی نہ آئے تو آپ خود آیت متشابہ سے اوپر کی آیت سے پڑھوائیں — اور جب آیت متشابہ پڑھے تو اس کو جتلائیں کہ یہ وہ متشابہ ہے۔ اس طرح کرنے سے ان شاء اللہ یہ متشابہ ذہن نشین ہو جائے گا ● ۱۳ — تعطیلات کے موقع پر بچوں کو سمجھا دیں کہ یہ چھٹیاں مدرسہ کی ہیں قرآن پڑھنے کی نہیں ہیں۔ منزل وغیرہ

کا کام ان کے ذمہ لگائیں اور نماز باجماعت مسجد میں پڑھنے کی تاکید کریں۔ اذان سنتے ہی مسجد میں چلے آئیں۔ ننگے سر گلیوں میں نہ پھریں، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتے رہیں، والدین کی خدمت کریں، بہن بھائیوں سے محبت کریں اور چھٹیاں پوری ہوتے ہی مقررہ تاریخ و وقت پر مدرسہ حاضر ہو جائیں۔

۱۴ ● — تعطیلات کے بعد تعلیم شروع ہونے پر سبق شروع نہ کرائیں بلکہ سبق کی طرف سے اُلٹی جانب کو سپارے پھر ادلوا کر سننے جائیں۔ جن بچوں کے سپارے یاد ہوں ان کو سبق شروع کرا دیا جائے۔ جن بچوں کے ضبط میں کمی ہو ان کا بھی سبق شروع کرادیں لیکن سبق کی مقدار کم رکھیں اور زیادہ محنت سپاروں پر کرائیں۔ جن کے سپارے زیادہ کچے ہوں جس قدر جلد ممکن ہو پہلے ان کو سپارے یاد کرائے جائیں اس کے بعد سبق جاری کریں ● — ۱۵ — بچوں کا آموختہ کچا ہونے کی وجہ سے گھبرائیں نہیں۔ اس کی وجہ چند یوم منزل نہ پڑھنا اور ذہن کا منتشر ہونا ہے۔ اب آپ کی تھوڑی سی توجہ سے ذہن یکسو ہوتے ہی ان شاء اللہ بہت جلد سپارے یاد ہو جائیں گے۔ چونکہ کئی دن گھر گذار کر آتے ہیں پھر تعلیمی ماحول سے طبیعت بالتدریج مانوس ہوتی ہے۔ اس لئے اس موقع پر حکمت عملی اور حتی الامکان تحمل سے کام لیں ● — ۱۶ — تعلیم کے ساتھ بچوں کی اخلاقی تربیت اور نماز کی نگرانی میں سخت گیر رہیں تاکہ اخلاقی غلطیوں اور نماز میں سستی کا شکار نہ ہو جائیں جو تعلیم میں انتہائی بے برکتی کا سبب ہے ● — ۱۷ — عصر اور عشاء کی نماز سے قبل نابالغ چھوٹے بچوں کی نماز باجماعت درس گاہ ہی میں اپنی نگرانی میں کرائیں۔ ان بچوں کا امام نماز کی تمام دعائیں اور سورتیں بلند آواز سے پڑھے۔ اس دوران استاذ محترم ہر بچے پر نگاہ رکھیں۔ ان کی ہیئت نماز بھی

درست کرائیں ۔۔۔

● ۱۸ ۔۔۔ بالغ جوان بچوں کو مسجد کے آداب ملحوظ رکھنے اور باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید کریں۔ قابل اعتماد اور شریف النفس طالب علم کو ان پر نگران مقرر کریں ● ۱۹ ۔۔۔ نماز کی شکایت پر بچے کو اولاً سمجھائیں، نماز صحیح پڑھنے کے فوائد اور صحیح نہ پڑھنے اور سستی کرنے پر اس کے نقصانات اور آخرت کی سزائیں سنائیں اور آئندہ کے لئے خبردار کریں ● ۔۔۔ ۲۰ ۔۔۔ دوبارہ نماز کی شکایت پر زبانی طور پر تنبیہ کریں البتہ تیسری بار شکایت آنے پر بہ نیت اصلاح مناسب حد تک سرزنش کردی جائے ● ۔۔۔ ۲۱ ۔۔۔ سزا کے دوران اس کی حالت سے فکر محسوس ہو رہا ہو تو سزا موقوف کردیں، اور یہ عہد لیں کہ آئندہ شکایت نہ آئے ورنہ سخت سزا دی جائے گی۔

● ۲۲ ۔۔۔ تعلیمی کمزوری، اخلاقی غلطی اور نماز میں سستی وغیرہ پر سزا دینے کی صورت میں اس بچے کے لئے حق سبحانہ و تعالیٰ سے دل میں دعاء کرتے رہیں کہ اے اللہ! اس مار کو اس کے حق میں بہتر اور مفید بنا اور اس کے مضر اثرات سے حفاظت فرما ۔۔۔

● ۲۳ ۔۔۔ **بچوں کو زیادہ سخت سزا نہ دیں** ۔ کیونکہ زیادہ مار تعلیم کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ مضر ہے ۔۔۔ ایک یہ کہ ۔ بچے کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے ۔۔۔ مار کے ڈر سے حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ تیسرے ۔۔۔ زیادہ مار بددلی کا باعث ہوتی ہے۔ چوتھے ۔۔۔ مدرسہ اور پھر گھر سے بھاگنے لگتا ہے جو والدین اور استاذ کے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ پانچویں ۔۔۔ دوسرے بچوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے

چھٹے — پٹتے پٹتے عادی ہونے پر ڈھیٹ اور بے حیا ہو جاتا ہے اور پھر مار کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا — یہ سب باتیں تعلیم کے لئے زہر قاتل ہیں — اس کے پیش نظر بوقت ضرورت ہلکی سزا دیں جو اَلضَّرُوْرِیُ یَتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَۃِ (ضرور — بقدر ضرورت ہی ضروری ہوتا ہے) کے تحت ہو اور تعلیم و تربیت میں معین ہو — یہ سزا اتنی زیادہ نہ ہو جو ملامت کے درجہ تک پہنچ جائے، کیونکہ سزا کا قیامت کے دن بھی حساب ہوگا۔ حضرت خُبیب ابن ابی ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "اساتذہ کرام بادشاہوں والا نصیب لے کر آتے ہیں، ان کا حساب انہی جیسا ہوگا" —

۲۴ ● — بچوں کی سرزنش کے لئے لچکدار چھڑی رکھیں، کوشش کریں کہ اس کے بھی استعمال کی نوبت نہ آئے۔ اس طرح کہ لکڑی دکھائیں زیادہ اور لگائیں کم — علاوہ ازیں سر کے بال یا کان کھینچنا یا سر پکڑ کر ہلانا، مونڈھے اور ہاتھ کی انگلی کو پکڑ کر دبانا، مزید بر آں گدی یا پشت پر تھپڑ وغیرہ لگانا — ان سزاؤں کا استعمال لکڑی کی سزا سے بہتر ہے۔ اس مقصد کے لئے پلاسٹک کا پائپ اور اس کی رسی، بجلی کی تار، سخت موٹی لکڑی وغیرہ ہرگز استعمال نہ کی جائے —

(احتیاط) بے ریش بچے کو سزا دیتے وقت اپنے اور اس کے درمیان کسی چیز یعنی ڈیسک وغیرہ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے۔

۲۵ ● — گردان اور زیادہ سپارے دالے بچوں کو نوافل میں بھی سپارے پڑھنے کی عادت ڈلوائی جائے تاکہ بوقت ضرورت نوافل میں پڑھنے سے

ہچکچائیں نہیں۔

۲۶۔ بچوں کو گاہ بگاہ رکوعات پڑھنے کی مشق کرائی جائے، جس وقت بچے سے رکوع سنا جائے استاذ اور باقی طلبہ اس کی طرف متوجہ رہیں۔ بچے کو بھی یہ احساس ہو کہ سب میری تلاوت سن رہے ہیں۔

۲۷۔ ناظرہ قرآن پڑھنے والے بچوں کو بھی قاعدہ کے بعد ادعیہ نماز اور پارہ عم حفظ کرایا جائے۔ ممکن ہو تو ان بچوں کو سورۃ کہف، یٰسین، فتحنا، واقعہ، ملک، نبا بھی حفظ یاد کرادیں اور باقی قرآن سبقاً — حفظ — اور آموختہ میں سے سیپارے وغیرہ دیکھ کر سنے جائیں۔ انشاء اللہ اس طرح پر ناظرہ خواں بچے بھی قرآن کریم صحیح معیار پر روانی کے ساتھ پڑھنے پر قادر ہوسکیں گے —

۲۸۔ ہفتہ میں ایک روز بچوں کو اجتماعی طور پر سمجھایا جائے۔ اس میں اُن کے آنے کا مقصد — کام کی عظمت — وقت کی اہمیت — لگن وشوق سے محنت پر کامیابی کا حصول اور کامیاب حضرات کے واقعات سنائیں تاکہ ان میں دلی جذبہ اور لگن سے کام کرنے کا شوق پیدا ہو اس ضمن میں بچوں کی شکایات اور ان کی کمزوری پر عمومی انداز میں روشنی ڈالیں ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

میں اپنی معروضات کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اہم مکتوب گرامی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نصائح پر ختم کرتا ہوں

کریں " وَخِتٰمُہٗ مِسْکٌ " کا مصداق ہو جائے۔

امیر المؤمنین حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک اہم مکتوب مُبارک حُفّاظ و قُرّاء کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عبداللہ بن قیس اور ان کے ساتھیوں کے لیے ہے جو قرآن کے حافظ ہیں ــــ السلام علیکم اما بعد ۔ یہ قرآن شریف تم لوگوں کے لئے اجر ہو گا اور تمہارے لیے شرافت اور ذخیرہ ہو گا۔ تم اس کی اتباع کرنا۔ اور قرآن تمہاری اتباع نہ کرے۔ اس لیے کہ جس شخص کا اتباع قرآن نے کیا قرآن اس کی گُدّی پر مار دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس شخص کو جہنم میں پھینک دے گا اور جس شخص نے قرآن کا اتباع کیا قرآن اس کو فردوس میں پہنچائے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرلو کہ قرآن تمہارے لیے سفارش کرنے والا ہو۔ اور تم سے جھگڑا کرنے والا نہ ہو اس لیے کہ قرآن جس کی شفاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس سے قرآن جھگڑا کرے گا وہ جہنم میں داخل ہو گا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ قرآن ہدایت

کے چشمے اور علم کی کلیاں ہے۔ اس قرآن کا رحمٰن کے پاس سے آنے کا نیا زمانہ ہے اس کے ذریعہ اللہ پاک اندھی آنکھوں کو بینا اور بہرے کانوں کو سننے والا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو صاف کرتا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بندہ جب رات کو کھڑا ہوتا ہے اور مسواک اور وضو کرتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تلاوت کر، تلاوت کر تو اچھا ہے اور تیرے لئے اچھائی ہے — اور اگر فقط وضوء کرتا ہے اور مسواک نہیں کرتا تو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور ویسا معاملہ نہیں کرتے **بس لو!** کہ قرآن کا نماز کے ساتھ پڑھنا ایک محفوظ خزانہ ہے اور رکھی ہوئی خیر ہے۔ جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی کثرت کرو۔ اس لئے کہ نماز نور ہے، اور زکوٰۃ دلیل ہے، اور صبر روشنی ہے، اور روزہ ڈھال ہے، اور قرآن یا تمہارے نفع کے لئے حجت ہے یا تمہارے نقصان کے لئے حجت ہے۔ سو تم قرآن کی تعظیم کرو اور اس کی اہانت نہ کرو اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ اس کا اکرام کرے گا جو قرآن کا اکرام کرے گا" اور "اس کی اہانت کرے گا جو قرآن کی اہانت کرے گا" اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے جس نے اس کی تلاوت کی، اور اسے حفظ کیا، اور اس پر عمل کیا، اور جو کچھ اس میں ہے اس کا اتباع کیا، اس کی دعاء اللہ عزوجل کے نزدیک مقبول ہے۔ اگر اللہ چاہے تو اس کو دنیا میں جلدی دیدے اور نہیں تو اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ ہے ہی۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور ان لوگوں کے لئے باقی رہنے والی ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے رب پر توکل کیا۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حفاظ کیلئے مفید نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حافظ قرآن کے لئے لائق ہے کہ اپنی راتوں کو پہچانے جبکہ لوگ سو رہے ہوں، اور اپنے دین کی نگہداشت کرے جبکہ لوگ کھا پی رہے ہوں، اور اپنے رنج کو پہچانے جبکہ لوگ خوش ہو رہے ہوں، اور اپنے رونے سے کام لے جبکہ لوگ ہنس رہے ہوں، اور خاموشی سے کام لے جبکہ لوگ غلط ملط کر رہے ہوں، اور اپنے خشوع سے کام لے جبکہ لوگ تکبر کر رہے ہوں۔ اور حافظ قرآن کے لئے لائق ہے۔ کہ رونے والا غمگین حکیم، بردبار، جاننے والا، اور خاموش رہے۔ اور حافظ قرآن کے لئے لائق نہیں کہ سخت دل اور غافل اور شور مچانے والا اور چلانے والا اور سخت ہو

نیز فرمایا کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو ایسا ہو جا کہ لوگ تیرا تذکرہ کریں۔ اور جب سنے کہ اللہ فرما رہے ہیں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو اس کے لئے اپنے کان کھول لے۔ اس لئے کہ کوئی خیر ہوگی جس کا حکم اللہ پاک دے رہے ہیں یا کوئی شر ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ منع کر رہے ہیں۔

یہ ناکارہ بفضل اللہ تعالیٰ تقریباً پندرہ ۱۵ سال سے خدمت قرآن تجوید و قراءت میں مصروف ہے۔ اپنے تعلیمی تجربہ اور حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کی تربیت کی روشنی میں چند باتوں کو مفید اور تعلیم قرآن میں معین سمجھتے ہوئے اہل علم اور خدام قرآن حکیم کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اس میں جو چیز صحیح اور مفید ہو۔ وہ خداوند تعالیٰ کی عطاء، حضرت والد صاحب رحمہ کا فیض

اور میرے اساتذۂ کرام کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ اور جو کوتاہیاں اور تقصیرات نظر پڑیں۔ انہیں احقر کی کم علمی پر محمول فرمائیں۔

آخر میں دعاء ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرما کر اس کے نفع کو عام وتام بھی فرمائے اور میرے تمام شیوخ خصوصًا حضرات شیخین (رحمہما اللہ رحمۃً واسعۃً) اور مشفق و مہربان استاذ شیخ القراء حضرت مولٰنا قاری محمد طاہر رحیمی مدظلہٗ کے لئے اور مجھ حقیر وناچیز ومحترمہ والدہ صاحبہ مدظلہا، عزیز برادران سلمہم، اساتذۂ قرآن طلبۂ عزیز اور جملہ ناظرین کے لئے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے آمین ثم آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذریّتہٖ وامّتہٖ وعلینا معھم اجمعین۔

جو حضرات اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ان کی خدمت میں دست بستہ التماس ہے کہ اس ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خصوصًا یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راضی ہوجائیں۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دنیا وآخرت کی سعادت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائیں۔ آمین والسلام

ناکارہ عبید اللہ رحیمی عفا اللہ عن آثامی پانی پتی

مقیم جامعہ خیر المدارس ملتان

۳ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ سہ شنبہ

؎ امام القراء حضرت مولنا قاری فتح محمد صاحب شیخ القراء حضرت مولنا قاری رحیم بخش صاحب

تقریظ

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، استاذ العلماء مفتی ابن مفتیٔ اعظم
حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم
مدیر اعلیٰ دار العلوم کراچی ۱۴ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۰

عرصۂ دراز سے تمنا تھی کہ آسان اردو میں کوئی ایسی کتاب مرتب ہو جائے جس میں قرآن کریم (حفظ و ناظرہ و حفظِ قراءات) کی تعلیم و تدریس کے اصول و قواعد، آسان طریقے اور آداب تفصیل سے بیان کئے گئے ہوں، تاکہ قرآن کریم کے نو آموز مدرسین اس سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی تدریسی خدمات کو زیادہ آسان، بابرکت اور مفید تر بنا سکیں، بعض اہلِ فن سے ناچیز نے اس کی درخواست بھی کی۔ لیکن حال ہی میں یہ معلوم ہو کر بہت مسرت ہوئی کہ شیخ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ مبارک کارنامہ نہایت حسن و خوبی اور جامعیت کے ساتھ پہلے ہی انجام دے چکے ہیں اور ان کی جلیل القدر تالیف "آداب تلاوت مع طریقہ حفظِ قرآن و حفظِ قراءات" جو تین بار طبع ہو کر نایاب ہو چکی تھی، اب اس کی طبع چہارم

مفید اضافوں کے ساتھ منظرِ عام پر آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ القراء کو قرآن کریم کا سچا عشق عطا فرمایا تھا۔ وہ "فنا فی القرآن" تھے، اور خدمتِ قرآن ہی اُن کی زندگی کا حاصل تھا۔ امام القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرتِ مدینہ کے بعد برِّ صغیر میں انہی کو بجا طور پر اپنے استاذِ محترم کا پورا پورا جانشین سمجھا جاتا تھا۔

بحمد اللہ ان دونوں بزرگوں کے سامنے اس ناچیز کو بھی کچھ عرصہ زانوئے تلمذ طے کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حاصل تو کچھ بھی نہ کرسکا، لیکن ان کی توجہ، نسبت اور ہدایات ـــــ جو ناچیز کی استحقاق کے نصیب ہوئیں ـــــ اس ناچیز کے لئے نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں۔

ناچیز کو یہ عظیم کتاب چند روز قبل ہی حضرت مؤلف کے ہونہار صاحبزادے جناب مولانا عبید اللہ رحیمی صاحب نے از راہِ کرم عنایت فرمائی۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ زندگی کا لمحہ لمحہ گوناں گوں ذمّہ داریوں اور ہجومِ مشاغل میں جکڑا ہوا ہے، تاہم دیرینہ آرزو کو سامنے دیکھ کر نہ رہا گیا، اور اسی حال میں بحمد اللہ تقریباً پوری کتاب سے استفادے کی دولت نصیب ہوئی۔

کتاب کا انداز ایسا دلکش ہے کہ شروع کرکے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا، قرآن حکیم کی عظمت، دل میں پیوست ہوتی چلی جاتی، اور تلاوت کا ذوق و شوق بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کتاب میں کیا کچھ ہے؟ یہ قارئین کرام خود دیکھ لیں گے اجمالی طور پر اتنا عرض ہے کہ یہ کتاب " دریا بکوزہ" ہے۔ مختصر اور آسان ہونے کے ساتھ ہی اتنی جامع ہے کہ اسمیں تلاوت کے آداب و فضائل سے لے کر احکام و مسائل تک، اور "نورانی قاعدہ" سے لیکر عشرہ قراءات اور ان کی جملہ

روایات تک ہر مرحلے کے درس و تدریس کا خوب مفصّل طریقہ بیان کر دیا گیا ہے جس میں وہ اصول بھی ہیں جو ائمۂ فن سے منقول ہیں، اور وہ خاص خاص گُر بھی ہیں جو حضرت مؤلف ؒ کے زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔ طریقۂ تدریس میں ہر عمر کے طلبہ کی نازک نفسیات کو بڑی باریک بینی سے پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

اس عظیم کتاب کی طبعِ چہارم کے وقت عزیز محترم جناب مولانا عبید اللہ رحیمی صاحب نے جو ماشاء اللہ اب جامعہ خیر المدارس ملتان میں اپنے عظیم والد کی عظیم مسندِ درس کے امین ہیں — اس کتاب میں گرانقدر اضافے فرما کر اساتذہ کرام اور طلبہ پر مزید احسان کیا ہے۔ وہ اضافے یہ ہیں:۔

۱ — کتاب کے شروع میں حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی تحریر فرما دیئے ہیں —

۲ — اصل کتاب میں ہر مناسب مقام پر عنوانات قائم کر دیئے ہیں جن کے باعث کتاب سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے۔

۳ — ضرورت کے مواقع پر مفید حواشی تحریر فرمائے ہیں جو بصیرت افروز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔

۴ — کتاب کے آخر میں "قاعدہ پڑھانے کا مکمل طریقہ" بطور ضمیمہ شامل کیا ہے جس میں اصل کتاب میں بیان شدہ قواعد کو بھی خوب وضاحت و تفصیل کے ساتھ یکجا مرتب کر دیا ہے اور مفید ہدایات کا اضافہ بھی فرمایا ہے — قاعدہ کی ہر تختی پڑھانے کا طریقہ الگ الگ بیان کیا ہے۔

۵ — "تعلیمی نظام الاوقات" اور "تحفیظِ قرآن کے چند بنیادی اصول" کا اضافہ قابلِ تحسین ہی نہیں بلکہ بہت ضروری تھا، جس سے تعلیم و تعلّم کی فکر پیدا ہونے کیساتھ

مدرس قرآن کامیابی کی مستقل راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

۶ ـــــ ضمیمہ کے آخر میں امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب گرامی نقل فرمایا ہے جو حفاظ قرآن کے نام ہے۔ اور حفاظ قرآن کیلئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مفید ترین نصیحتوں پر ضمیمہ کا اختتام کیا ہے عزیز محترم نے اس ضمیمہ کے ذریعے محض نو آموز مدرسین ہی کی نہیں بلکہ تجربہ کار اساتذہ کی بھی کئی الجھنیں دور کی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ ان کی اس محنت کو شرف قبول سے نوازے، اور ان کو مع ان کے لائق برادران کے، اپنے عظیم والد کا سچا جانشین بنائے اور ان کے والد ماجد حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے درجات عالیہ میں روز افزاں ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

اہل مدارس کی خدمت میں گذارش

اس کتاب کی خصوصی ضرورت و افادیت کے پیش نظر ناچیز راقم الحروف کی رائے ہے کہ: (۱) حفظ و ناظرہ اور قرآت و تجوید کے تمام مدارس و مکاتب میں اس کتاب کو شامل نصاب کیا جائے یعنی طلبہ پر اس کا مطالعہ اور امتحان لازم کیا جائے، فارغ التحصیل طلبہ کی سند کا اجراء اس کتاب کے امتحان میں کامیابی پر موقوف ہونا چاہیئے۔

۲ ـــــ مدارس میں تعلیم قرآن کے لیے جن نئے مدرسین کا تقرر ہو، ان کا استقلال اس کتاب کے امتحان میں کامیابی پر موقوف رہنا چاہیئے۔

۳ ـــــ مدارس میں حفظ و ناظرہ اور قرآۃ و تجوید کے طلبہ کو وقتاً فوقتاً "

جو انعامات تقسیم ہوتے ہیں ان میں اس کتاب کو بھی ضرور شامل کیا جائے تاکہ یہ کتاب زندگی بھر ان کی رفیق رہے۔

۴ — جن سرکاری یا غیر سرکاری اداروں میں معلمینِ قرآن کی تربیت اور ٹریننگ کا انتظام ہے اُن سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو تربیت کے نصاب میں شامل فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ جو اساتذہ وطلبہ اس کتاب کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں گے وہ دُنیا و آخرت کے ہر مرحلے میں انشاء اللہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ واللہ المستعان

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم دار العلوم کراچی

کراچی ۱۴

یکم رجب ۱۴۰۸ھ

تقریظ

از فقیہ نبیل، محقق جلیل، جبل العلم والافتاء استاذی المکرم شیخ الحدیث
حضرت القاری حافظ مولانا مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم
صدر مفتی جامعہ خیرالمدارس ملتان

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد: زیرِ نظر اصل کتاب "آداب تلاوت مع طریقہ حفظِ قرآن وحفظِ قرآت" مسندِ وقت جزری عصر شیخ القراء قاری مقری حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف ہے اور اس پر جابجا مفید علمی حواشی، دیباچہ اور آخر میں ضمیمہ کا اضافہ عزیزم قاری مقری جناب مولانا عُبید اللہ صاحب رحیمی سلمہٗ نے فرمایا ہے۔ بندہ نے اس مجموعہ کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا۔ متعلقہ موضوع کے بارے میں جامع، مفید اور مستند پایا۔ الحمد للہ جناب قاری صاحب سلمہٗ الولد سرٌّ لابیہ کے مصداق ہیں۔ حضرت مرحوم نوّر اللہ مرقدہٗ کی مسندِ درس کو سنبھالا۔ چنانچہ پابندیٔ وقت اور پوری محنت وجانفشانی کے ساتھ والدِ محترم کی درسگاہ کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھنے کیلئے شب وروز اپنے کام میں مشغول ہیں —— اس عظیم ذمہ داری اور مصروفیت کے ساتھ ساتھ رسالہ ھذا کے لئے "نگاہِ اوّلین" "تعارفی نقوش" عنوانات "حواشی" اور "ضمیمہ" تحریر فرمایا۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے آنعزیز سلمہٗ کو تصنیف و تالیف کا بھی ذوق اور بہترین صلاحیت عنایت فرمائی ہیں۔

دل سے دعاء ہے کہ اللہ پاک کتاب ھذا کو قبولیّت عامہ نصیب فرمائیں اور پیارے عزیز جناب قاری صاحب سلمہٗ کو اپنے کلامِ پاک کی بیش از بیش خدمت، اخلاص اور قبول ورضا سے نوازیں اور اپنے ذکر وفکر، مُحبّت ومعرفت اور قرب خاص کی خلعتوں سے سرفراز فرمادیں۔ آمین —— ناکارہ آوارہ، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہٗ ۲/۶/۱۴۰۸ھ

فہرست کتب

روپے	نام کتاب	روپے	نام کتاب
۳۶/۰۰	تکمیل (مکمل سیٹ)	۱۰/۰۰	روایت قالون
۱۰/۰۰	تکثیر النفع	۲۵/۰۰	روایت ورش
۸/۰۰	وضوح الفجر	۸/۰۰	قراۃ ابن کثیر
[illegible]	آداب تلاوت	۱۵/۰۰	قراۃ ابو عمرو
۲۵/۰۰	شرح جزریہ	۱۰/۰۰	قراۃ ابن عامر
۵۰/۰۰	شرح طیبہ	۴/۰۰	روایت ابی بکر
۱۵/۰۰	متشابہات القرآن	۲۵/۰۰	قراۃ حمزہ
۲/۰۰	مقدمہ جزریہ	۱۰/۰۰	قراۃ کسائی
۱۵/۰۰	مجمع البحرین	۲۰/۰۰	قراآت ثلثہ
		۱۰/۰۰	احکام القرآن